ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۷ فروری ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ھدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی ایمان کی رو سے اور بہ نیت طلب ثواب شب قدر کا قیام کرے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (بخاری مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْهَا فَلْیَتَحَرَّهَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کو رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر (سات راتوں میں) خواب میں دکھلائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ متفق ہوئے تمہارے خواب آخری سات راتوں پر، پس جو شخص تلاش کرنا چاہے شب قدر کو تو اسے چاہیئے کہ وہ اس کو آخری سات راتوں میں تلاش کرے (اس حدیث کو امام بخاری نے اور امام مسلم نے روایت کیا ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَاوِرُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَیَقُوْلُ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ! حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ شب قدر کو رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں تلاش کیا کرو۔ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْهَا رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ! حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں (۲۱ و ۲۳ و ۲۵ و ۲۷ و ۲۹) میں شب قدر کو تلاش کرو۔ بخاری نے اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے

وَعَنْهَا رض قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْیَا اللَّیْلَ کُلَّهٗ وَاَیْقَظَ اَهْلَهٗ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ! حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو تمام رات بیدار رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور عبادت الٰہی میں خوب کوشش و محنت کرتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ! حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اس وقت بھلائی میں رہیں گے جب تک کہ افطار (روزہ کھولنے) میں جلدی کرتے رہیں گے (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَحَبُّ عِبَادِیْ اِلَیَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

ترجمہ! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ مجھ کو اپنے بندوں میں سب سے جلدی افطار کرنے والا بندہ زیادہ محبوب ہے ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّیِّ الصَّحَابِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ، فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ، وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ! حضرت سلمان بن عامر ضبی الصحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کوئی افطار کرے تو چھوہارہ (کھجور) سے افطار کرے اور اگر وہ نہ ملے تو پھر پانی سے افطار کرے، اس لئے کہ وہ پاک ہے اور پاک کرنے

والا ہے۔

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

فون: ۶۷۵۴۵ | ایڈیٹر: مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے | ششماہی چندہ ۶ روپے

جلد ۹ | ۷ر فروری ۱۹۶۴ء مطابق ۲۲ر رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۳۷

مسئلہ کشمیر کا حل

مقبوضہ کشمیر میں غریب کشمیری مسلمانوں پر بھارتی حکومت کا جبر و تشدد کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، حالات سے باخبر لوگ خوب جانتے ہیں کہ وادئ کشمیر پر اپنا تسلط قائم رکھنے، اور کشمیری عوام کے دلوں اور دماغوں سے آزادی کا تصور محو کر دینے کے لئے بھارتی حکومت نے اپنے ترکش کا ہر تیر آزما دیکھا ہے۔ آنسو گیس، لاٹھی چارج اور فائرنگ سارے سامراجی حربے استعمال کئے جا چکے ہیں اور اب مقبوضہ کشمیر کا نظم و نسق بھارتی افسروں کے حوالے کرکے وزارت داخلہ کی طرف سے ہدایات جاری کردی گئی ہیں کہ آزادی کا نعرہ بلند کرنے والوں کو پوری قوت سے کچل دیا جائے۔ ظاہر ہے واقعات کی یہ تصویر بھیانک اور لرزہ خیز ہے مگر بے بس اور بے کس کشمیریوں نے اپنے عزم و عمل سے یہ ثابت کردیا ہے کہ وہ ہر خطرے سے دوچار ہونے کو تیار ہیں مگر نعرۂ آزادی سے دستبردار ہونا اور غلامی کا جوا گلے میں ڈالے رکھنا کسی صورت بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ فوجی جبر و تشدد کے ذریعے بھارتی درندے ان کو خاک و خون کے دریا میں دھکیل سکتے ہیں اور ان کی گردنیں تن سے جدا تو کر سکتے ہیں مگر انہیں اپنے آگے جھکا نہیں سکتے۔ وہ اگرچہ بے سروسامان ہیں، ان کے پاس ہتھیار نہیں اور نہ انہیں کسی کی امداد حاصل ہے مگر پھر بھی وہ اپنی جگہ پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس طرح بے جگری، سرفروشی اور جاں سپاری کا ریکارڈ قائم کر رہے ہیں۔

اس صورت حال کے پیش نظر پاکستان کا فرض تھا کہ وہ مظلوم کشمیری مسلمانوں کی ہر ممکن امداد کرتا لیکن اس نے امن پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے یہی راہ نکالی ہے کہ معاملہ کو فی الحال سلامتی کونسل میں پیش کرکے ریاست کے گرد بھارت کے تعمیر کردہ آہنی پردہ کے اندر کے دل دہلا دینے والے واقعات اور بھارت کے امن سوز، ظالمانہ اور مکارانہ عزائم کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے رکھی جائے اور اس طرح انصاف اور انسانیت کے نام پر اقوام عالم کے ضمیر کو جھنجوڑا جائے۔ مگر تجربہ شاہد ہے کہ متحدہ اقوام میں حق و باطل کا کوئی فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ وہ اس لئے قائم نہیں کی گئی کہ اس میں محمدؐ کے دریتیم کا منشور پڑھا جائے جس میں یہ صراحت موجود ہے کہ اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو اس سے کوئی رعایت نہ برتی جائے گی اور نہ وہ فاروق اعظمؓ کے عدل و انصاف کے اصول اپنانے کے لئے معرض وجود میں آئی ہے بلکہ وہ اس لئے قائم کی گئی ہے کہ بڑی طاقتیں اسے محض اپنے مفاد کے لئے استعمال کریں اور اقوام عالم کے نمائندے وہاں طلاقت لسانی اور ذہنی مشق کے جوہر دکھائیں۔ وہ فقط تقریروں کا گھر ہے۔ صحیح کو غلط سے الگ کرنے اور عدل و انصاف کے تقاضے پورا کرنے کا کوئی سوال ہی اس جگہ پیدا نہیں ہوتا۔ وہاں صرف سازشیں اور رقابتیں کام کرتی ہیں اور انہی کی شدت اور خفت پر کامیابی یا ناکامی کا انحصار ہے۔

غرض حالت اب یہ ہے کہ بڑی طاقتیں فقط اپنے مفاد کو دیکھتی ہیں اور بھارت مغربی ممالک کے فراہم کردہ اسلحہ کی گرمی اور طاقت کے جنون میں عقل و اخلاق سے یہاں تک عاری ہوچکا ہے کہ وہ اپنے نفع و نقصان کا بھی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ صدر ایوب نے اپنی ماہانہ نشری تقریر میں ٹھیک فرمایا ہے۔ "میرا خیال تھا کہ بھارتی قوم ایک کاروباری قوم ہے اور نفع و نقصان کا اندازہ لگانا جانتی ہے۔ میں بھارت سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایک چھوٹی سی ریاست کے کچھ حصہ (مقبوضہ کشمیر) پر قبضہ رکھنا اتنا ضروری ہے کہ اس کی خاطر:-

"بین الاقوامی مواعید سے روگردانی کی تذلیل برداشت کی جائے، عالمی رائے عامہ کے سامنے اپنا وقار گرایا جائے، اربوں روپے خرچ کئے جائیں، پاکستان کی دشمنی مول لی جائے جبکہ پاکستان کی دوستی خود بھارت کے لئے طاقت کا سرچشمہ ثابت ہوسکتی ہے، ملک کی اقتصادی ترقی کو نظر انداز کر دیا جائے اور کروڑوں فاقہ کش بھارتی عوام کی معاشی ترقی کی جانب توجہ نہ دی جائے" لیکن یہ باتیں تو اس پر اثر انداز ہوسکتی ہیں جس کا ضمیر زندہ ہو جسے اخلاق سے کچھ حصہ ملا ہو اور جس میں انسانیت کا جوہر موجود ہے اور بھارت ان سب سے محروم ہے۔ ہمارے نزدیک کشمیر کی آزادی کا حل اور راستہ وہی ہے جو مٹھی بھر مجاہدوں نے ۱۹۴۷ء میں کھولا تھا اور جو ناظم جمعیۃ علماء اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی نے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس عاملہ کے متفقہ فیصلہ کی روشنی میں تجویز کیا ہے یعنی اعلان جہاد۔ اگر ہم اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کو نکلیں گے تو انشاء اللہ العزیز اس کی نصرتیں ہمارے شامل حال ہونگی اور ہمارے قدم بڑھتے چلے جائیں گے وما علینا الا البلاغ

نماز عید الفطر

جماعت کے فیصلے کے مطابق اس مرتبہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ (باغ پرچہ) بیرون شیرانوالہ گیٹ میں نماز عید پڑھائیں گے۔ جمعۃ الوداع بھی ہر سال اسی جگہ پڑھایا جاتا ہے۔

ناظم مسجد (شیخ عبد الحمید)

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا:—

خطبہ جمعہ ۵ ار رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ ۷ فروری ۱۹۶۴ء

ارکان اسلام کا باہمی ربط

عبادات کی فرضیت میں تقدیم و تاخیر کے اسرار و رموز

(۲)

گذشتہ سے پیوستہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

بزرگان محترم!

میں نے گذشتہ جمعہ بھی عنوان بالا کے تحت آپ حضرات کی خدمت میں اپنی معروضات پیش کی تھیں۔ آج کی گزارشات بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ میں نے گزشتہ خطبۂ جمعہ میں عرض کیا تھا کہ ارکان اسلام آپس میں ایک دوسرے سے گہرا ربط رکھتے ہیں اور اس لئے عبادات کی فرضیت کی تقدیم و تاخیر میں بہت سے اسرار و علل پوشیدہ ہیں۔ کلمۂ شہادت اسلامی فوج میں سپاہی بھرتی ہونے کا اقرار نامہ اور خدا و رسول کی طرف سے مقرر کردہ حدود و فرائض کو مکمل طور پر عملی جامہ پہنانے کا حلف وفاداری ہے۔ اس اقرار نامے اور حلف وفاداری اٹھا لینے کے بعد سب سے پہلا فرض جو اسلامی فوج کے ایک سپاہی پر عائد ہوتا ہے وہ نماز کی ادائیگی ہے نماز جامع ترین عبادت اور مجموعۂ عبادات ہونے کے باعث ایک مسلمان کو مکمل اسلام پر عمل کرنے کے لئے تیار کرتی ہے اور اس طرح اس کی عملی تربیت کا فرض انجام دے کر اسے کامل اور متقی مسلمان بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔

صوم و صلوٰۃ میں مناسبت

مولانا ابو الکلام آزاد رح کے الفاظ میں نماز ایک محتسب ہے جو ہم کو ہر برائی سے بچاتی ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ۔

نماز بری باتوں سے روکتی ہے۔ لیکن محض احتساب سے تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ طبیب ہم کو پرہیز بتاتا ہے اور ہم اس کو ہدایات پر عمل نہیں کرتے اس لئے پرہیز کا اصلی مقصد یعنی صحت حاصل نہیں ہوتی۔

نماز کا عملی و اصلی نتیجہ

نماز ہم کو تقویٰ کی راہ دکھاتی ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو ہم کو نماز کے احتساب کا نتیجہ عملی صورت میں دکھا دیتی ہے۔ نماز ہم کو تقویٰ سکھلاتی ہے اور روزہ میں تمام منہیات سے احتراز کر کے ہم تقویٰ حاصل کر لیتے ہیں پس نماز کا اصلی نتیجہ روزہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نماز کے بعد فرض کیا گیا کیونکہ نتیجہ کبھی اصل علت سے منفک نہیں ہو سکتا۔

روزہ اور زکوٰۃ

اب ظاہر ہے کہ روزہ نماز کا عملی نتیجہ ہے۔ لیکن یہ خود زکوٰۃ کی علت بن جاتا ہے اور اس کے عملی نتیجہ کی صورت میں زکوٰۃ کا جذبہ ابھرتا ہے۔ انسان جب روزہ رکھتا ہے تو اسے ان غریبوں اور مسکینوں کی بھوک پیاس کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ جن کے گھر فاقہ بارہ مہینے زبردستی مہمان رہتا ہے اور ان کے اور ان کے بچوں کے خون سے پرورش پاتا ہے چنانچہ ایک مہینہ کی یہ اختیاری مشقت مالداروں کے دلوں میں غریبوں کے لئے ہمدردی و اعانت کا حقیقی جذبہ بیدار کر دیتی ہے۔ تقویٰ جو روزہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے امراء کو غریبوں کے حال سے غافل نہیں ہونے دیتا، نماز کی عبادت اور روزے کی ریاضت روزے داروں کی طبیعتوں میں انقلاب لے آتے ہیں۔ ان کی خودی مٹ جاتی ہے، غرور خاک میں مل جاتا ہے اور نظام کائنات میں ان کا اصلی مقام ان کے سامنے آ جاتا ہے اس طرح روزہ دار دل سے غریب کی بربادیوں کو محسوس کرنے لگتا ہے اور جب کبھی بھی بھوکے پیاسے کو دیکھتا ہے تو اس کی مصیبت کی صحیح تصویر اس کی آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتی ہے۔ پھر جب روزہ دار اپنے بالغ بچوں کے رشتے کی بیقراریاں دیکھے گا تو ان غریب والدین کی تباہ حالیوں کا اندازہ کر سکے گا جن کے ہاتھوں میں مزدوری کرتے کرتے آبلے پڑ جاتے ہیں مگر ننھے بچوں کا پیٹ نہیں بھر سکتے۔ ظاہر ہے یہ صورت حال غریبوں اور مسکینوں کی امداد پر ایک روزہ دار کو طبعاً مجبور کر دے گی۔ چنانچہ روزوں کے اختتام پر صدقۂ فطر اسلام نے اسی لئے واجب قرار دیا ہے کہ انسانوں کو انفاق فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ کی عادت پڑے، وہ غریبوں، مسکینوں اور یتیموں کے کام آ سکیں، ہمدردی و اخوت اور شفقت ان کی گھٹی میں پڑ جائے اور وہ خدمت خلق، مساوات اور انسانیت کی چلتی پھرتی مورتیں نظر آئیں۔

حسن سلوک کی مثال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ہمراہ ایک دفعہ عید الفطر کا دوگانہ ادا کرنے کی غرض سے عیدگاہ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں آپ نے دیکھا کہ ایک مقام پر بچے عید کی خوشی میں مشغول ہیں اور ان کے چہرے مسرت و شادمانی سے تمتما رہے ہیں لیکن ان ہی بچوں میں ایک بچہ بالکل خاموش بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے چہرے پر افسردگی طاری ہے، رنج اور اداسی چھائی ہوئی ہے اور نہ بچہ بچوں میں شریک ہے مگر اس کا دل غم و الم کی کسی ایسی وسیع وادی میں کھویا ہوا ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں کہ آج کون سا دن ہے اور وہ کہاں

ہے ۔ غرض وہ بچہ تمام مسرتوں سے یکسر محروم تصویرِ حیرت بنا بیٹھا تھا اور تعجب سے ایک ایک کا منہ دیکھتا تھا اس ننھے کو دیکھ کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا ، شفقت کا دریا جوش میں آگیا ۔ آپ نے اس رنجیدہ بچے کی طرف توجہ فرمائی اور اس سے دریافت کیا "صاحبزادے ! تمہیں خبر ہے آج عید کا دن ہے " جانتے ہو یہ دن خوشی کا ہے ، مسرت کا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس دن روزے داروں کو ثواب عطا فرماتا ہے " یہ باتیں سُنکر بچے نے درد بھری آہ کھینچی اور رو کر کہنے لگا "حضورؐ! میرا باپ ایک غزوہ میں شہید ہو چکا ہے میری ماں نے دوسرا نکاح کر لیا ، سوتیلے باپ نے مجھے گھر سے باہر نکال دیا ہے نہ میرا باپ ہے اور نہ میری اس وقت کوئی ماں ہے ۔ نہ میرے پاس کپڑے ہیں اور نہ میرے کھانے کا کوئی انتظام ہے ۔ ایسی حالت میں مجھے عید کی کیا مسرت ہو سکتی ہے ۔ عید تو ان بچوں کی ہے جن کے ماں باپ زندہ ہیں ۔ مائیں جن کے ناز دیکھتی ہیں ۔ اور باپ جن پر جان چھڑکتے ہیں ۔ جو کھانے اور کپڑے سے بے نیاز ہیں اور جنہیں گھر میں ہر طرح کے آرام و آسائش کے سامان مہیا ہیں " رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس بچہ کی درد ناک داستان سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے فرمایا "اے بچے ! کیا تو پسند نہیں کرتا کہ تیرے باپ کی بجائے محمدؐ تیرا باپ ہو جائے اور ماں کی بجائے عائشہؓ تیری ماں ہو جائے فاطمہؓ تیری بہن ہو اور حسنؓ اور حسینؓ تیرے بھائی ہوں " بچے نے یہ سن کر عرض کیا "یا رسول اللہ آپ جیسے باپ پر ہزاروں باپ قربان اور عائشہؓ صدیقہ جیسی ماں پر ہزاروں مائیں نثار ، فاطمہؓ الزہرا اور حسنؓ و حسینؓ پر ہزاروں بھائی بہن قربان ۔ میں اس کو پسند ہی نہیں کرتا بلکہ ان ماں باپ بہن بھائیوں پر فخر کرتا ہوں ۔ بھلا میرے لئے اس سے بڑھ کر اعزاز کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ میرے والد ہوں ۔" حضور علیہ السلام اس بچہ کو اپنے ہمراہ لے آئے اور حضرت عائشہؓ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "اس بچے کو کھانا کھلاؤ ۔ اس کو کپڑے پہناؤ ۔ یہ یتیم ہے ۔ اس کی خوشی میں اللہ تعالےٰ کی مسرت پنہاں ہے ۔ دیکھو آج سے یہ ہمارا بچہ ہے "

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بچے کو کھانا کھلایا ، نہلا دھلا کر کپڑے پہنائے ۔ نتیجتاً بچے کا غم مسرت سے اور رنج خوشی سے بدل گیا ۔ وہ بچہ فخر سے کہتا " میں بن باپ کا تھا میرے باپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بن گئے ۔ میری ماں نہ تھی اب میری ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ ہیں ۔ میرے بھائی بہن نہ تھے اب حضرت فاطمہ زہرہ رضؓ اور حسن و حسین رضؓ رضی اللہ عنہم میرے بہن بھائی ہیں ۔ میرے پاس کپڑے نہ تھے اب میں نئے کپڑوں سے ملبوس ہوں ۔ میں بھوکا تھا لیکن اب میں سیر ہوں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الطافِ کریمانہ نے میرے مصائب و آلام ، مسرت و شادمانی میں تبدیل کر دیئے ہیں اور مجھ سے بڑھ کر ساری کائنات میں کوئی خوش نہیں ، چنانچہ اب میں جس قدر خوشی کا مظاہرہ کروں کم ہے

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں یہ بچہ آپ ہی کے سایۂ رحمت میں رہا اور آپ کے وصال کے بعد اس نونہال کی کفالت اور ضروریات زندگی کے انتظام کے لئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دامن وا ہو گیا اور وہ اس سلسلے میں بھی اپنے آقاؐ کی جانشینی کا حق ادا کرتے رہے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ بچہ نہایت کرب و مصیبت سے روتا تھا اور کہتا تھا ۔" میں اس وقت غریب ہو گیا ۔ میں آج فقیر ہو گیا ہیں آج یتیم ہو گیا " حضرت صدیق رضؓ کی وفات کو اہل مدینہ میں یہ لڑکا سب سے زیادہ محسوس کر رہا تھا ۔

کاش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے مسلمان سبق سیکھیں ۔ اپنے بھائیوں کی تکالیف کو اپنی تکالیف سمجھیں ، مسکینوں ، یتیموں اور غریبوں سے ہمدردی و مروت اور محبت و شفقت کا برتاؤ کریں اور بنی نوع انسان کے ساتھ حسن سلوک اور رواداری کی روایات کو زندہ رکھیں ۔

بہر حال

روزہ کے بعد صدقۂ فطر کے وجوب کا ذکر کر کے بتلانا یہ مقصود تھا کہ روزہ انسان کو زکوٰۃ کی ادائیگی پر آمادہ کرتا ہے اور یہ احساس دلاتا ہے کہ دنیا کے باقی غریبوں سے مسلمان بے خیال نہ ہو جائیں ۔ اس لحاظ سے عبادات کے سلسلے میں عقلی طور پر بھی روزے کے بعد تیسرے درجہ پر زکوٰۃ ہی کو آنا چاہیئے تھا کیونکہ در حقیقت زکوٰۃ روزے کا ہی عملی نتیجہ ہے

نماز اور زکوٰۃ کا ربط

نماز اور زکوٰۃ کے ربط کے سلسلے میں یہ بیان کرنا از حد ضروری ہے کہ قرآن و حدیث پر جب بھی نظر ڈالیں نماز اور زکوٰۃ کا تذکرہ اکثر آیات میں ایک ہی جگہ ملتا ہے چنانچہ اسی ربط کے پیش نظر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ۔

مَنْ لَمْ یُزَکِّ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ

جو زکوٰۃ نہ دے اُس کی نماز بھی قبول نہیں ۔

اس ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ نماز اور زکوٰۃ میں گہرا ربط ہے صحیح ادراک اس کا بہر حال حق تعالےٰ شانہٗ کو ہی ہو سکتا ہے ۔ لیکن

قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

نے انسانی دماغ کی رسائی تک جس طرح عبادات کے ربط کو واضح فرمایا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی آپ فرماتے ہیں کہ عبادات در حقیقت عبدیت اور بندگی کی ایک عملی ٹریننگ ہیں ۔ عبدیت در حقیقت وہ صحیح رشتہ ہے جو بندہ اور اس کے معبود کے درمیان قائم ہے ۔ جتنے آسمانی دین آئے وہ اسی رشتہ کو سمجھانے اور اس کے حقوق بتانے آئے ۔ باپ بیٹے ، دوست دوست ، ہمسایہ ہمسایہ کے رشتے حتیٰ کہ امتی اور رسول کا رشتہ بھی ایک مخلوق کا دوسری مخلوق کے ساتھ قائم ہو سکتا ہے ۔ اسی طرح ان رشتوں میں تعدد کی بھی گنجائش ہے ۔ لیکن عبدیت اور معبودیت کا وہ تعلق ہے جو نہ باہمی مخلوق میں ایک دوسرے سے قائم ہو سکتا ہے اور نہ اس میں اثنینیت (دوئی) کی گنجائش ہے ۔ وہ صرف مخلوق اور اُس کے خالق کے درمیان قائم ہے اس رشتہ کو صرف سمجھانا نہیں ہے بلکہ اس کے ایک ایک طرزِ ادا سے ہم کو رنگین

بنانا بھی ہے ۔ اگر اس رشتہ کا تجزیہ کرو تو جو اس کے بڑے عنصر نظر آئیں گے وہ صرف دو ہیں اطاعت و محبت ۔۔ ہر غلام کا فرض ہے کہ وہ اپنے مولا کے سامنے ہمہ تن اطاعت ہو مگر وہ اطاعت نہیں جو ذوق محبت سے خالی ہو ، بندہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے مولا سے محبت کرے مگر وہ محبت نہیں جس میں سرِ مُو خلاف کی گنجائش باقی ہو ۔۔ یہ دونوں فرائض بڑی حد تک بندوں کے ساتھ بھی مشترک ہیں ۔ شریعت چاہتی ہے کہ ان مشترک فرائض کے درمیان ایک ایسا خط فاصل کھینچ دے جس کے بعد دونوں کی حدود میں کوئی اشتراک باقی نہ رہے ۔۔ اسی کا نام عبادت ہے ۔ دشواری یہ ہے کہ انسان فطرۃً داغ عبدیت برداشت نہیں کرتا ۔ اس لئے اس کے سامنے ایک ایسا آئین رکھا گیا ہے جسے وہ سمجھے پھر اس پر عمل پیرا ہو کر اُس منزل تک پہنچ جائے جہاں یہ داغ عبدیت تاج خلافت کا سب سے آبدار موتی نظر آنے لگتا ہے ۔ اس لئے صرف اسے سمجھایا ہی نہیں گیا بلکہ عملی طور پر ایسی ٹریننگ دی گئی جس کے اثر سے تدریجاً اس کی فطرت اطاعت و محبت کی خوگر ہوتی چلی جاتی ہے ۔۔ سب سے پہلے مولائے حقیقی نے اپنے ایسے ایسے خوبصورت نام بتائے جن میں حسن و خوبی کا جلوہ بھی ہے اور حکومت و سلطنت کا دبدبہ بھی اور ہمیں حکم دیا کہ ہم ان ناموں سے اسے پکارا کریں ۔ اس کا نتیجہ نفسیاتی طور پر یہ ہونا چاہیئے کہ اس کے حسن و جمال کا بے کیف و بے مثال نقش ہمارے دل پر جمتا چلا جائے ۔۔ اسی کے ساتھ اس کی بے پناہ قدرت و طاقت کا تسلط بھی قلب پر چھاتا چلا جائے اور ان اسماء کے لحاظ سے عبادات ہیں تقسیم کر دی کہ کچھ عبادتیں تو رکھیں جو اس کی حکومت کا سکّہ دل پر قائم کریں اور کچھ وہ جو اس کا جذبۂ محبت ٹھہرائیں ۔۔ اب اگر تم غور کرو گے تو اسلام کی عبادات میں نماز اور زکوٰۃ تمہیں پہلی قسم میں نظر آئیں گی اور روزہ و حج دوسری قسم میں ۔۔

نماز و زکوٰۃ میں تمام تر بارگاہِ سلطنت و حکومت کا ظہور ہے اور روزہ و حج سرتا سر محبوبیت و جمال کا جلوہ

نماز

کیا ہے ! حاضری کے ایک عام نوٹس کے بعد لباس و جسم کی صفائی ، اس کے بعد کورٹ کی حاضری کے لئے تیاری ، وکیل کا انتخاب ، پھر کورٹ میں پہنچ کر دست بستہ باادب قیام ، دائیں بائیں دیکھنے ، بات چیت کرنے ، کھانے پینے ، حتیٰ کہ بلا وجہ کھانسنے اور نظریں اٹھانے تک کی ممانعت ، آخر میں بذریعہ وکیل درخواست پیش کرنا پھر باادب سلام کر کے رخصت ہو جانا ۔ زکوٰۃ پر غور کیجئے تو اس میں بھی غلام کی طرح اپنی کمائی دوسرے کے حوالے کر دینا ، سرکاری ٹیکس وصول کرنے والے آئیں تو ان کو راضی کر کے واپس کرنا اور جو وہ لینا چاہیں بے چوں و چراں ان کے سپرد کر دینا ہے ۔

اب سوچو کہ اگر پانچ وقت اس طرح حاضری اور اتنی عاجزانہ جبہ سائی کی تا لعمر ٹریننگ حاصل کی جائے پھر سال بھر میں اپنا کمایا ہُوا مال ایسی خاموشی اور بے چارگی سے سپرد کیا جائے تو کیا اس ذات کے ملکوت و جبروت کا نقش دل پر قائم نہیں ہو گا جس کے پر شوکت اسماء پکارتے پکارتے اور یہ عاجزانہ عبادتیں کرتے کرتے عمر بسر ہو گئی ۔

روزہ اور حج

دوسری طرف اگر غور کرو تو محبت کا پہلا اثر کم خفتن ، کم گفتن ، کم خوردن ہی ہوتا ہے ۔ اس لئے اگر پہلے ہی قدم میں یہاں کوئی عاشق نہیں ہے تو یہ فرض قرار دیا گیا ۔ کہ وہ اس جمیل مطلق کی محبت کی عاشقانہ ادائیں ہی اختیار کرے ، کھانا پینا ترک کرے ، راتوں کو اُٹھ اٹھ کر اپنی نیند خراب کرے اور ایک جگہ جمع ہو کر اس کلام کی ایک معقول مقدار سُنا کرے جسے سن کر مردہ روحیں بھی تڑپنے لگتی ہیں ۔ ایک ماہ کی اس ٹریننگ سے جس کے رنگ ڈھنگ ، طور و طریق میں کچھ عاشقانہ انداز پیدا ہو گیا ہے تو اب اس کو دوسرا قدم اٹھانا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ جب کھانے پینے ، سونے جاگنے اور دنیا کے دوسرے لذائذ میں اس کے لئے کوئی لذت نہیں رہی تو اس کو اب کوئے یار کی ہوا کھانا چاہیئے ۔۔ یہاں زیب و زینت ، تزک و احتشام درکار نہیں بلکہ سرتا سر ذلّ و افتقار ، ہمہ تن عجز و انکسار ، شکستہ حال و اشکبار ، برہنہ پا و جاں نثار غرضیکہ سرتا پا دیوانہ وار بن کر چلنا مقصود ہے ۔ یہی احرام کا خلاصہ ہے ۔ پھر لق و دق میدانوں کی صحرا نوردی اور لیلائے حقیقت کے سامنے چیخ و پکار یہی تلبیہ اور میدان عرفات کا قیام ہے ۔ اس کے بعد ایک ایسے گھر کے سامنے حاضری ہوتی ہے جس کا مکین کوئی نہیں مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے حسن و جمال کی کرنیں اس کے ہر ہر پتھر سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہیں اور دیوانے عشاق کو پاش پاش کئے دیتی ہیں ۔ ایسے دلکش نظارہ کے موقع پر بے ساختہ وہی فرض ادا کرنا پڑتا ہے جو مجنوں نے دیارِ لیلیٰ کو دیکھ کر ادا کیا تھا اسی کا نام طواف ہے ۔ شاید صوم و حج کے اسی ربط کی وجہ سے ماہِ رمضان کے بعد ہی حج کے ایام شروع ہو جاتے ہیں ۔ اگر جذبۂ محبت اس سے بھی آگے ترقی کر جائے تو آخری منزل جہاد ہے یہ عشق و محبت کی وہ آخری منزل ہے جہاں پہنچکر محب صادق اور مدعیٔ کاذب نکھر جاتے ہیں ۔

قرآن کریم میں جہاد کی ایک حکمت یہ بھی بتائی گئی ہے ۔ اس میدان سے جو بھاگا وہ اس لائق نہیں سمجھا جاتا کہ پھر خدا و رسول کی محبت کا دم بھر سکے اور جس نے ذرا کوئی کمزوری دکھائی تو اس پر پھر بیوفائی کا دھبہ لگے بغیر نہیں رہتا ۔ اس میدان کا مرد صرف وہ ہے جو اپنی موت کو اپنی زیست پر ترجیح دیتا نظر آئے دشمن کی تلوار کی چمک اس کو اتنی محبوب ہو جائے کہ سَو جان سے اُسے گلے لگانے کی آرزو ہو اور وہ بڑے جذبہ کے ساتھ یہ کہتا ہُوا خدا کی راہ میں قربان ہو جائے ؎

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد
من از سرِ نو جلوہ دہم دار و رسن را

یہ وہ عاشق صادق ہے کہ جب اس طرح پروانہ وار جان دے دیتا ہے تو قرآن کو اسے مُردہ کہنے پر غیرت آتی ہے ۔ وہ اعلان کرتا ہے کہ وہ زندہ ہے اگرچہ تمہیں اس کی زندگی اور اُس کی زندگی کے مقام بلند کا شعور نہیں ۔۔

عبادات میں حج کے سب سے آخر فرض ہونے کی وجہ

یہ حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ روزہ ، نماز کا اور زکوٰۃ روزے کا عملی نتیجہ ہے ۔ لیکن جہاں تک حج کا تعلق ہے یہ نماز ، روزہ اور زکوٰۃ سب کا جامع ہے

یہ تھے اصلی اللہ والے

از محمد عثمان غنی بی اے - واہ کینٹ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی اور دوسرے بزرگوں سے وقتاً فوقتاً جو واقعات سنے اور احاطۂ تحریر میں نہ لائے جا سکے وہ قارئین خدام الدین کے مطالعہ کے لئے درج ذیل کرتا ہوں - پہلے وہ واقعات لکھتا ہوں جو حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی نے ارشاد فرمائے - باقی راویوں کے واقعات بعد میں درج ہوں گے۔

(۱) ــــ فرمایا ــــ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۶ء میں بحری جہاز سے حج کے لئے تشریف لے گئے - (اس کے بعد حضرت رح کے جتنے بھی زیارت حرمین الشریفین کے اسفار ہوئے، سب بذریعہ طیارہ اور معہ اہل و عیال ہوئے۔ ایک مرتبہ خدمت کے لئے حضرت مولانا انور صاحب کو ساتھ لے جاتے اور ایک مرتبہ حضرت مولانا حافظ حمید اللہ صاحب ساتھ ہوتے) بحری جہاز کا عملہ، خصوصاً کھانا پکانے والا عملہ بے نماز تھا اس لئے حضرت رح نے دوران سفر سات روز میں ایک دن بھی ان کے ہاتھ کا کھانا نہ کھایا اور محض پانی پر گزر اوقات کرتے رہے - جب بھی ان لوگوں کو نماز پڑھنے کو فرماتے تو یہ لوگ کہہ دیتے "سائیں! ہمارا کپڑا ناپاک ہے - آج دھوئے گا کل پڑھے گا"۔ لیکن خدا کے بندوں نے ایک روز بھی نماز نہ پڑھی اور حضرت موصوف رح نے ایک روز بھی ان کا کھانا نہ چکھا ــــ

حضرت رح نے لاؤڈ سپیکر پر جہاز کی مسجد میں سے ہر روز ظہر کی نماز کے بعد ایک گھنٹہ اردو میں تقریر کرنا شروع کی اس جہاز میں سندھی حضرات بھی کافی تھے - ان کی فرمائش پر اردو تقریر کے بعد نصف گھنٹہ سندھی میں بھی تقریر کرنا پڑی اسی طرح اس جہاز میں افغانستان اور آزاد قبائل کے بھی کافی لوگ حج کے لئے جا رہے تھے - ان لوگوں نے کہا ہم پشتو سمجھ سکتے ہیں یا فارسی چنانچہ حضرت رح نے نصف گھنٹہ فارسی میں بھی مسائل حج وغیرہ بیان کرنا شروع کر دیئے مقصد صرف یہ تھا کہ اللہ کا پیغام ہر کان میں پہنچ جائے زبان چاہے کوئی بھی ہو - حضرت رح چونکہ ابتدائی زندگی میں دس پندرہ سال سندھ میں رہے ہیں اور اسی طرح آپ کو ایک عرصہ کابل میں بھی قیام کا موقع ملا ہے اس لئے حضرت رح دونو زبانوں یعنی سندھی اور فارسی میں یکساں تقریر کرنے پر قدرت رکھتے تھے ــــ

جہاز کے عملے نے ایک روز بھی نماز نہ پڑھی اور حضرت رح نے سات روز تک سفر میں کچھ نہ کھایا - جدہ کی بندرگاہ پر اترتے ہی حضرت رح نے بھوک سے نڈھال تلی ہوئی مچھلی کھائی - چونکہ اتنے روز سے پیٹ خالی تھا اور شاید مچھلی تیل میں بنائی گئی تھی وہ کھاتے ہی حضرت رح کو پیچش کی تکلیف ہوگئی - ڈاکٹروں نے تقریباً ایک ماہ علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا آخر حضرت رح نے تنگ آکر سب علاج چھوڑ دیئے اور صرف زمزم شریف بطور دوا و غذا پینا شروع کر دیا جس سے بفضلہ تعالیٰ کامل شفا حاصل ہوگئی۔

کچھ دنوں کے بعد خبر ملی کہ وہی جہاز کسی دوسری بندرگاہ کو گولہ بارود لے کر جا رہا تھا کہ دشمن نے اس کو ڈبو دیا سارا بے نماز عملہ بھی غرق ہوگیا اور جہاز راں کمپنی کا نقصان الگ ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

(۲) ــ فرمایا ــــ ایک مرتبہ مخدومہ مرحومہ محترمہ والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ میں... (حضرت مولانا انور) سفر حج پر گیا - والدہ مرحومہ کافی کمزور تھیں - رات کو ہم ایسے وقت وہاں پہنچے کہ کوئی سواری کا انتظام نہ تھا برادر محترم حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب نے "شیخ قطب" کا مکان لے رکھا تھا جہاں ہم لوگوں کو جانا تھا - یہ مکان حرم شریف کی دوسری جانب واقع تھا اور درمیان میں کافی فاصلہ تھا ــــ سواری کا کوئی انتظام نہ تھا - حضرت رح نے فرمایا اب انور ہی ہے جو اپنی والدہ رح کو اٹھا کر مکان تک لے جائے - مولوی حبیب اللہ اس قابل نہیں ہے - چنانچہ الحمد للہ مجھے خدا نے یہ سعادت بخشی کہ میں نے ان کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر نہایت آسانی سے مکان تک پہنچا دیا۔

(۳) فرمایا ــــ ایک مرتبہ حضرت رح سفر حج پر تشریف لے گئے اور طواف کے بعد مقام ابراہیم پر نوافل ادا کرنے کے لئے جب گئے تو اولین صف میں جگہ ملی - آپ رح کے بالکل سامنے مقام ابراہیم تھا - جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو ایک عربی نوجوان جلدی سے آیا اور چابی نکال کر اس نے دروازہ کھولا اور حضرت رح کو آواز دی کہ اے شیخ جلدی کیجئے اندر تشریف لائیے - حضرت رح اندر تشریف لے گئے تو اس نوجوان نے مقام ابراہیم ع پر جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پائوں مبارک کے نشانات کافی گہرے پڑے ہوئے ہیں - ان قدوم مبارک پر زمزم کا متبرک پانی ڈالا اور حضرت رح سے کہا اسے نوش فرمائیے - حضرت رح کی خوش قسمتی کہ ایسی سعادت ملی - فوراً آپ رح نے منہ لگا کر محبت کے ساتھ وہ مقدس پانی پیا - اس کے بعد وہ نوجوان جلدی سے تالا لگا کر چلا گیا۔

(۴) فرمایا ــــ جب شروع شروع میں لاہور میں حضرت رح نے درس قرآن شروع کیا تو بعض لوگوں کی طرف سے بے حد مخالفت ہوئی - طرح طرح کے بہتان تراشے گئے۔ "وہابی" "وہابی" کا شور مچایا گیا - ایک شخص بابو رحمت اللہ صاحب کو حضرت رح کے قتل پر آمادہ کیا گیا - اُن کو بتایا گیا کہ یہ شخص حضور ﷺ کا گستاخ اور بے ادب ہے - بابو رحمت اللہ صاحب نے کہا یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے میں ابھی جا کر کام تمام کر آتا ہوں۔ چنانچہ وہ حضرت رح کے درس میں جا بیٹھے اور دل میں یہ سوچا کہ درس ختم ہوگا اور جب لوگ منتشر ہوں گے تو اس وقت اپنا کام کروں گا اور کسی کو پتہ بھی نہ چلے گا - خدا کی قدرت کہ حضرت رح کے درس قرآن نے ان پر جادو کا اثر کیا اور درس سنتے سنتے اس شخص کی اپنی حالت بدل گئی - یا وہ مخالف تھے یا پھر حضرت رح کے زندگی بھر کے لئے جاں نثار بن گئے حضور ﷺ

کی تعریف اور محبت کے کلمات سُنکر وہ بڑے متاثر ہوئے اور اپنے ارادے کو بدلنے پر مجبور ہوگئے۔ گھر جاکر سوچتے رہے کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ جس شخص کے بارے میں گستاخ اور بے ادب ہونے کا بہتان لگایا جاتا ہے وہ تو سراسر عشق خدا و رسول میں ڈوبا ہوا ہے۔ آخر اللہ تعالےٰ کے فضل سے بابو رحمت اللہ صاحب کے دل میں روشنی کی ایک کرن پھوٹی اور انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ اگر بے ادب ایسے لوگ ہوتے ہیں تو پھر بادب کوئی بھی نہیں اور ارادہ کرلیا کہ اگر آج کے بعد حضرتؒ کے بارے میں کسی نے بھی مذموم ارادہ کیا تو میری گولی ہوگی اور مذموم ارادہ کرنے والے لوگ ـــ مخالفین نے منہ کی کھائی اور بابو رحمت اللہ صاحب حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا حضرتؒ یہ سارا ماجرا سُنکر بہت حیران ہوئے اور اسے قرآن کی صداقت کی دلیل قرار دیا۔

کچھ عرصے بعد معاندین نے پھر قتل کا منصوبہ بنایا۔ اور ایک گمنام خط حضرتؒ کو لکھا جس میں قتل کی دھمکی دی گئی تھی۔ حضرتؒ نے وہ خط کسی کو نہ دکھایا اور خاموشی سے اپنا کام کرتے رہے۔ جناب بابو رحمت اللہ صاحب کو کہیں سے علم ہوگیا اور وہ اپنی شکار کی دونالی بندوق لے کر مسجد میں آگئے اور صف کے نیچے رکھ کر حضرتؒ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ حضرتؒ نماز ادا کر رہے تھے جب دیکھا کہ پیچھے بابو رحمت اللہ صاحب بندوق لئے بیٹھے ہیں تو سوچا کہ شاید آج پھر ان کو ورغلانے والوں نے بھجوادیا ہے اور شاید یہ دھمکی والے خط کا عملی ثبوت مہیا کرنے آئے ہیں۔ کافی دیر انتظار کرتے رہے مگر کوئی بھی جرأت نہ کرسکا تو پھر بابو رحمت اللہ صاحب حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا حضرت! آج میں باڈی گارڈ بن کر آیا تھا۔ مگر کسی بزدل نے آپ پر حملہ کرنے کی جرأت ہی نہیں کی ورنہ آج ان کی خیر نہ تھی۔

یہ بابو رحمت اللہ آج بھی زندہ ہیں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی سلسلہ میں باقاعدہ داخل ہیں اور ان پر اللہ کی بڑی ہی رحمتیں ہیں۔

۵ ـــ فرمایا ـــ سندھ میں سؤر بہت ہوتے ہیں اور سؤر کی گردن میں ہڈی ہوتی ہے۔ جس کی بناپر وہ گردن پھرا نہیں سکتا اور منہ کے آگے دو نوک دار سینگ نما دانت ہوتے ہیں۔ جن سے وہ اکیلے دوکیلے انسان پر حملہ کر کے اسے پھاڑ ڈالتے ہیں اتفاق سے ایک دفعہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور حضرت شیخ التفسیرؒ دونو استاد شاگرد جنگل سے گزر رہے تھے کہ سوروں کا ایک غول دھاڑتا ہوا آنکلا۔ حضرت سندھیؒ کو تجربہ تھا وہ تو نہ گھبرائے مگر حضرت لاہوریؒ کا بچپن تھا وہ گھبرا کر اور آنکھیں بند کر کے حضرت سندھیؒ سے لپٹ گئے۔ حضرت سندھیؒ نے اَللّٰہُ حَافِظِی، اَللّٰہُ حَاضِرِی اَللّٰہُ نَاصِرِی، اَللّٰہُ نَاظِرِی اَللّٰہُ مَعِی کا وظیفہ شروع کردیا اور بے خوف و خطر کھڑے رہے۔ وہ سؤر بار بار حملے کی نیت سے دور دور سے دوڑ کر آتے۔ مگر شانِ خدا کی کہ وہ ان دونوں پر حملہ نہ کرپائے اور ان دونو کو اللہ نے محفوظ رکھا۔ سؤر بالآخر واپس چلے گئے۔

۶۔ فرمایا ـــ حضرت مدنیؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا سر عطا فرما رکھا تھا اور وہ سر کو استرے سے منڈایا کرتے تھے پھر سر سے پسینہ نکلتا اور جسم پر سے بہتا ہوا ٹانگوں تک جاتا اور پھر ٹخنوں سے ہوتا ہوا پاؤں کے تلوؤں تک قطرے جا پہنچتے اور جوتوں میں جا پڑتے۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مدنیؒ سے بڑی محبت تھی اور وہ ان کے علمی اور عملی مقامات کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ پسینہ اس سر کا پسینہ ہے جس میں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔

(۷) فرمایا ـــ ایک مرتبہ میں (مولانا انور) حضرت سندھیؒ کے ساتھ ریل میں سفر کر رہا تھا۔ ایک ہندو سیٹھ صاحب آئے قلی بیچارے کی کمر سامان کے بوجھ سے دوہری ہو رہی تھی۔ قلی نے سامان گاڑی میں رکھ دیا اور سلام کیا تو سیٹھ صاحب نے بڑی شان سے ایک چمکتی ہوئی چونی نکال کر قلی کو دی۔ قلی بھی ہندو تھا۔ اس نے کہا سیٹھ صاحب یہ تو بہت تھوڑے پیسے ہیں سامان تو دیکھئے میری تو کمر بھی دوہری ہوگئی۔ سیٹھ صاحب نے بڑے طمطراق سے بولے ور تیرے تین آنے بنتے تھے میں نے ایک آنہ زائد دے دیا جا چلا جا ورنہ ابھی ریلوے والوں کے حوالے کردوں گا۔ حضرت سندھیؒ گاڑی سے اُترے اور قلی کو ایک طرف لے جاکر اس کے ہاتھ میں دس روپے کا نوٹ دے دیا اور کہا جاؤ یہاں جھگڑا نہ کرو۔"

(۸) قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب نے بتایا کہ میں حضرت لاہوریؒ کی زیارت کے لئے ایک مرتبہ لاہور گیا۔ آپؒ نے میرے لئے چائے منگوائی میں نے بار بار انکار کیا مگر حضرتؒ چونکہ بہت زیادہ مہمان نواز تھے وہ چائے پلا کر ہی رہے۔ جب میں چائے پی چکا تو حضرتؒ نے اٹھ کر الماریوں میں کچھ دیکھنا شروع کردیا۔ ایک کے بعد دوسری الماری کھولتے اور دیکھنا شروع کر دیتے میں نے سوچا کہ شاید کوئی کتاب تلاش کر رہے ہیں۔ آخر ایک کونے سے گرد میں اٹا ہوا ایک پرانا سا بٹوہ نکالا جس میں ایک پانچ روپے کا نوٹ تھا۔ وہ نکالا اور مولوی صابر صاحب کو دیا کہ جاؤ جاکے اس چائے کا بل ادا کراؤ۔

(۹) قاضی صاحب موصوف نے ہی بتایا کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت مدنیؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ بہت سے خدام بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سائل آگیا۔ حضرت مدنیؒ نے چند احباب سے پوچھا کہ آپ کے پاس کچھ ہے؟ اتفاق کی بات کہ کسی کی جیب میں کوئی پیسہ نہ تھا، نہ ہی حضرت مدنیؒ کی اپنی جیب میں اس وقت کچھ تھا چپکے سے اٹھے اور اندر جاکر اپنی ایک دیگچی اٹھا لائے اور سائل کو دے دی۔ فرمایا جاؤ۔ اس کو بیچ ڈالو اور اپنی ضرورت پوری کر لینا۔

(۱۰) مولانا عبدالحیٔ صاحب ساکن بھوئی گارڈ نزد واہ کینٹ کا بیان ہے کہ ۱۹۳۰ء میں جب حضرت لاہوریؒ واہ گاؤں کے مغل باغات کے چشموں کے پاس قرآن پاک کی تفسیر لکھنے کے لئے تشریف لائے تھے تو ہمارے تقاضے پر ہمارے گاؤں بھوئی گارڑ بھی تشریف لائے۔ میں آپ کے لئے گھوڑی لے جاکر حاضر ہوا تھا جب حضرتؒ مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں دو درختوں کی درمیانی جگہ کو دیکھ کر فرمایا یہاں پر مجھے چارپائی بچھادو مجھے یہاں نور نظر آتا ہے۔ (مولانا عبدالحیٔ فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگ اس جگہ بیٹھ کر سالوں قرآن پڑھایا کرتے تھے) حضرت نے واپسی پر فرمایا کہ مجھے ٹیکسلا کا برباد شدہ مقام دکھاؤ۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہاں سے جلدی جلدی گزر چلو یہ لوگ شرک کرتے کرتے مرے ہیں ـــ

یادگارِ اسلاف

مرتبہ - غازی
خدا بخش اچھرہ
لاہور

از امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ہندو مسلم اتحاد

اس مسئلے کے طے ہونے کے بعد مسیح الملک اور ڈاکٹر انصاری رح نے دہلی میں اس کام کو عملاً شروع کر دیا اور اس میں اعلےٰ درجے کی کامیابی ہوئی اور مولانا محمد علی مرحوم قومی لیڈر بن گئے - آپ ہندو دوستوں کے خیالات کو جانچتے رہے - ان میں بہت بڑا انقلاب پیدا ہو گیا - پروفیسر کرپلانی دوسری مرتبہ دہلی میں تشریف لائے اس دفعہ ان کی ذہنیت اور تھی انہوں نے آپ کو دعوت دی کہ اگر آپ چاہیں تو تمام ہندو مؤسسات کا مطالعہ کر سکتے ہیں اور وہ آپ کے لئے انتظامات کر دیں گے - ان واقعات سے آپ اس نتیجہ پر پہنچے - کہ اس قسم کی غلط فہمی ہندوؤں میں کافی طور پر موجود ہے - لیکن وہ ناقابل علاج نہیں - تھوڑی سی توجہ سے دور ہو سکتی ہے - آپ سمجھتے تھے کہ تمام یورپ اور امریکہ میں یہ پروپیگنڈا پھیل چکا ہے اور ہمارے ہندو بھائی جب .... ہندوستانیت کا تعارف کراتے ہیں تو یہ بتاتے ہیں کہ ہندوستانی ملاقات کے وقت رام رام کہا کرتے ہیں -

ہندوؤں کی ایک غلط فہمی

تاریخ پڑھ کر ایک ہندو نوجوان یہ نظریہ قائم کر لیتا ہے کہ ہندو اصل میں ہندوستانی ہے اور مسلمان انگریزوں کی طرح ایک بیرونی فاتح ہے - اس لئے جب وہ ہند کو بیرونی لوگوں سے صاف کرنے کا خیال بناتے ہیں تو اس میں مسلمان کو بیرونی فرض کر لیتے اس میں شک نہیں کہ مسلمان شرفا کی ایک بڑی تعداد عرب و عجم کے بزرگوں کی اولاد ہے اور ان کی زبان سے بعض اوقات ایسے کلمات بھی نکل جاتے ہیں - جس سے ہندو نوجوان کو اپنے تخیل کی ایک سند بھی مل جاتی ہے آپ کو یقین ہے کہ ناظرین آپ کی شخصیت کے متعلق ناواقف نہیں ہونگے آپ ایک ہندو گھر میں پیدا ہوئے اور ایک ہندو نو مسلم کی کتاب تحفۃ الہند جو ایک برہمن کے واسطے سے آپ کو ملی اس کے مطالعہ کے بعد اسلام کی حقانیت پر یقین کر کے سولہ برس کی عمر میں گھر بار خویش و اقارب چھوڑے اور ساڑھے تین سال کے عرصے میں علوم دینیہ کی تکمیل کر کے دارالعلوم دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی آپ علمی تحقیقات سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہندوستانی آبادی کا ایک حصہ خصوصاً طبقۂ سافلہ کا شتکار و مزدور ہندو بزرگوں کی اولاد ہے جو اسلام قبول کر چکا ہے اور جو بزرگ فاتحانہ طور پر ہند میں داخل ہوئے وہ یہیں کے ہو کر رہ گئے اور جو خاندان اس نئے مذہب اور تمدن کو ہند میں قائم کرنے میں کوششیں کرتے رہے - ان کی اولاد میں فرق کرنا ایک نہایت حماقت آمیز جہالت ہے -

ہمارے بھائیوں کو بہت جلد اس غلط فہمی سے پاک ہو جانا چاہیئے آپ کا یقین ہے کہ اسلام سے بہتر انسانیت کے لئے کوئی مذہب کوئی فلسفہ کوئی تمدن کوئی قانون میسر نہیں آ سکتا اس لئے ہندوستانیوں کو اسی کو عزت سے مان لینا چاہیئے لیکن اگر بدقسمتی سے ایسا نہیں ہو سکتا تو ہم نو مسلم ایسے بھی کیا گئے گزرے ہو گئے تو اپنی آبادی کے تناسب سے اپنے مذہب کی عزت تمام بھائیوں سے منوا نہ لیں - ایک ہندوستانی اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے آپ کو زیادہ بہادر زیادہ شریف تصور کرتا ہے

کانگریس کے ایک لیڈر کی رائے

مسلم لیگ کا ڈیپوٹیشن جب شملے گیا تو مسٹر گوکھلے نے مسلمانوں کو اپنی تعداد سے زیادہ نمائندگی مانگنے پر ایک آرٹیکل لکھا تھا آپ نے اس کا ترجمہ پڑھا اس سے آپ کے دل میں یہ بات ٹھیک طور پر بیٹھ گئی کہ واقعی ہمیں انصاف کی رو سے اس قدر نمائندگی پر راضی ہو جانا چاہیئے جس قدر مسٹر کانت کرشن گوپال گھوکھلے ہمارے لئے مانتے ہیں آپ نے راجہ صاحب سے اس کا ذکر کیا کہ جن صوبوں میں مسلم آبادی زیادہ ہے وہاں کوئی کارروائی مسلمانوں کے فیصلے کے خلاف نہیں ہونی چاہیئے - اس طرح یہ مسئلہ بیرونی لوگوں کے سامنے نہیں آیا تھا - بلکہ بر اعظم کو اکائی مان کر اکثریت کے فیصلے کو وہ .... لوگ ہندوستانی جانتے ہیں - انہوں نے آپ کی مدلل بات سنی اور اعداد و شمار پر غور کیا تو ان کی رائے آپ کے موافق ہو گئی - جرمن کیپٹن نے کہا کہ ہماری گورنمنٹ نے ایک دفعہ غلطی کی ہے دوسری دفعہ نہیں کرے گی

راجہ مہندر پرتاپ صاحب

راجہ صاحب ہیومنیٹیرین ہیں اور اسی کا پروپیگنڈا کرتے ہیں لیکن اعلےٰ انسانیت کا معیار ان کے ذہن میں ایک کٹر سناتنی سے اونچا نہیں - ان کو ہندوستان میں میری ابتدائی مطالعہ کے مقابل مسلمانوں کی کوئی ہستی نہیں تھی -

کابل میں مہمانوں سے رواداری ایک مرض کے درجے تک ترقی کر چکی تھی وہ مہمانوں کی بات صریحاً غلط سمجھ رہے ہوں تو پھر بھی اپنے آپ کو جاہل ظاہر کر کے مہمان کی خوشنودی حاصل کرنا ضروری جانتے ہیں عام مجلسوں میں ان کی غلط باتوں کے لئے شاعروں کے مقولے تائید میں پیش کر دیں گے اس سے مہمان سمجھ رہا ہے کہ پروپیگنڈے کا خوب اثر ہو رہا ہے - راجہ صاحب بھی اس غلط فہمی میں عرصہ تک مبتلا رہے یہ کہنا بجا نہیں کہ آپ کے مبادلۂ خیالات نے راجہ صاحب کو مجبور کیا کہ ہندوستانی معاملات میں صحیح طور پر مسلمانوں کو شریک کریں، اور آپ ان کے لئے ویسے ترم اور نیچے ثابت ہوئے جیسے مولانا برکت اللہ صاحب اس کے بعد آپ کے اور راجہ صاحب کے اکثر معاملات محبت سے طے ہوتے رہے اور آپ نے ان کے معاملے کو بھی پروفیسر کرپلانی کی طرح معمولی تصور کیا یعنی ایک غلط فہمی تھی جسے دلائل کی روشنی میں درست کر دیا گیا -

راجہ صاحب کا حملہ

مگر واقعہ ایسا نہیں تھا انہوں نے

ہندو مہاسبھا کا نظریہ اسی وقت قبول کرلیا یا زیادہ صحیح طور پر کہا جائے تو انہوں نے اپنے قلبی فیصلے کو عملی صورت دینا شروع کردی یعنی آریہ سماج کو ہراول بنا کر لالہ ہردیال کے نام سے مسلمانوں پر حملہ کردیا انہوں نے کافی محنت کے بعد اپنے بھائی سے سوئٹزرلینڈ میں ملاقات کی کی صورت نکالی۔ اور انہیں نشیب و فراز سمجھا کر واپس کردیا راجہ کمار شاردھا کا لاہور میں جلوس اور پنڈت مالوی جی کا لالہ لاجپت رائے اور سوامی شردھانند سے جیل میں مل کر انہیں معافی کے لئے تیار کرنا معمولی واقعہ نہیں ہے آپ کا خیال ہے کہ اس میں راجہ صاحب کا ہاتھ کام کررہا تھا۔

لالہ لاجپت رائے کی ملاقات استنبول میں

راجہ صاحب فرماتے تھے کہ حکومت مؤقتہ ہند کی نقل سوئٹزرلینڈ کے سفر میں چرائی گئی ہے آپ کا خیال تھا کہ وہ بھی جناب پنڈت جی تک پہنچ گئی یا پہنچا دی گئی تھی اس سے جس قدر معلومات حاصل ہوئیں ان کا عام پروپیگنڈا آسان نہیں فوراً سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر گہرے واقعات کیسے معلوم ہوئے آپ کا خیال ہے کہ راجہ صاحب کی عزت محفوظ کرنے کے لئے لالہ لاجپت رائے آپ سے ملے اس کے بعد ہر ایک بات آپ کے نام سے کہی جاسکتی تھی آپ کی ملاقات سے لالہ جی نے اور بھی فائدہ حاصل کرنا چاہا جس میں افسوس انہیں زیادہ نقصان اٹھانا پڑا یہاں پر یہ جملہ معترضہ ختم ہوا

جرمن ممبروں کی شکایت

جرمن ممبر شکایت کرتے کہ برلن اور استنبول میں جو سبز باغ دکھائے گئے تھے اس کا عشر عشیر بھی نظر نہیں آتا۔ ہندوستانی ممبر سارا الزام جرمن ممبروں کے سر تھوپتے انصاف یہ ہے کہ اس مشن کا جو مقصد بیان کیا جاتا، مشن نے اس کے موافق کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ راجہ صاحب کو جب آپ نے بعض کوتاہیوں پر متنبہ کیا تو فرمایا جرمن چانسلر نے بھی مجھے اس طرف متوجہ کیا اور میرے لئے آسانی پیدا کرنی چاہی لیکن میں نے خلاف شان سمجھ کر انکار کردیا۔

ہندوستانی مشن کا مقصد

جہاں تک آپ سمجھ سکے اس مشن کا مقصد یہ تھا کہ جرمن، ترکی اتحاد میں افغانستان شمولیت کا خیال کرے تو مالوی جی کا ایک نمائندہ اس سے واقف ہوتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو ہندوستان کی سرحد سے اس مصیبت کو ٹالتا رہے سرحدی معاملات میں جو پوزیشن شاہ افغانستان کو حاصل ہے اس میں مہاراجہ صاحب نیپال کو شریک کرنے کی کوشش کرے انڈین سوسائٹی برلن نے پوری دانشمندی سے اس ہندو تحریک ہندوستانیت کا رنگ دینے کے لئے مولانا برکت اللہ مرحوم کو بھی برائے نام اس میں شامل کرلیا۔

مولانا برکت اللہ مرحوم

ان کی شمولیت کو جس قدر آپ بے معنی دکھلا رہے ہیں۔ اس کا مولانا کی شخصیت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کی اس غفلت کی سزا ہے جو اپنے آپ کو اقلیت میں فرض کرکے اکثریت کے رحم پر زندگی بسر کرتے ہیں جب ایک شخص کے ذہن میں ٹھونس دیا جائے کہ تم اس بت کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرسکتے تو اس شخص کے بیکار رہنے میں کیا کلام ہوسکتا ہے۔

آپ اپنا مطلب واضح کرنے کے لئے ایک دو مثالیں تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا محمد علی مرحوم اور مولانا ابو الکلام آزاد جب اپنا اختیار گاندھی کے سپرد کردیں تو کیا وہ اپنی قربانیوں سے مستفید ہوسکتے ہیں یا ڈاکٹر انصاری کو اگر سوامی شردھانند کے ساتھ وابستہ کردیا جائے تو ان کی محنت کوئی پھل لاسکتی ہے اسی طرح مولانا برکت اللہ مرحوم اگر راجہ صاحب سے اختلاف کرکے اپنا کام جاری نہیں رکھ سکتے تو ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔

تیسرا باب

جنود اللہ

وہ ہندوستانی تعلیم یافتہ نوجوان جو لاہور سے یاغستان کی راہ اس ارادہ سے کابل پہنچے کہ ترکی جاکر وہ اس کی حمایت میں شریک جنگ ہوں کابل میں روکدیئے گئے جب آپ سردار نائب السلطنت سے مل چکے تو ان نوجوانوں کو پولیس کی حراست سے رہا کردیا گیا۔ اور ان کی رہائش کے لئے وہی گھر تجویز ہوا جس میں آپ رہتے تھے آپ کی خواہش تھی کہ وہ ترکی جانے کا خیال چھوڑ دیں اور کابل میں رہ کر حکومت کی مصلحت جس قدر اجازت دے اسی قدر آپ کے ساتھ کام میں مصروف رہیں۔ وہ جب لاہور سے نکلے تھے تو منظم شکل میں سفر کررہے تھے لیکن کابل میں لاہوری نوجوانوں کے ساتھ چند پشاوری نوجوان بھی شامل ہوگئے اور ان میں اختلاف شروع ہوگیا بیکاری میں آہستہ آہستہ لاہوری جماعت کے افراد بھی کسی قدر مختلف ہورہے تھے آپ کو جب یہ حقیقت معلوم ہوئی تو سب سے پہلے ان کے پرانے نظام کو تازہ کرنے کی کوشش کی اور عبدالباری بی۔ اے جماعت کا رئیس منتخب ہوا۔ آپ کا تعلق اس جماعت سے اس رئیس کے توسط سے تھا چونکہ ہندوستانیوں کی ایک جماعت سیاسی سازش کے الزام میں محبوس تھی اور وہ لوگ افغانستان کے محکمہ تعلیمات سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے آپ افغانستان میں اپنا اصلی دلچسپ کام یعنی تعلیم بھی جاری نہیں کرسکتے تھے۔ لیکن جب یہ نوجوان آپ کے ساتھ رہنے لگے تو آپ کو دہلی کے نظارۃ المعارف کا لطف حاصل ہونے لگا ان کے متعلق آپ کو کسی احتیاط کی ضرورت نہ تھی اس جماعت میں کم از کم دس آدمی ایسے تھے۔ جو تین سال سے زیادہ کالج میں پڑھ چکے تھے انہیں آپ نے علیحدہ کرلیا اور کسی قدر مذہبی اور عام سیاسی اصول پر ان سے مذاکرات ہوتے رہے اس میں شیخ محمد ابراہیم اور مولوی محمد علی قصوری بھی شریک رہے۔ اس عرصے میں آپ کے بعض دوست دیوبند سے بھی پہنچ گئے۔ جن میں مولانا منصور انصاری بھی تھے وہ جمعیۃ الانصار میں آپ کے ساتھ کام کرچکے تھے۔ مولانا سیف الرحمٰن بھی دہلی یاغستان ہوتے ہوئے کابل پہنچ گئے مولانا سیف الرحمٰن اصل میں قندھاری افغان تھے ان کے آباؤ اجداد پشاور کے پاس رہنے لگے۔ انہوں نے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حدیث پڑھی اور زیادہ عرصہ ٹونک میں پڑھاتے رہے آخر میں دہلی کے مدرسہ فتحپوری کے مدرس اول بھی رہے مولانا شیخ الہندؒ کے مشورے سے انہوں نے یاغستان کی طرف ہجرت کی اور حاجی ترنگ زئی کی معیت میں کچھ عرصہ جہاد میں

شریک رہے اور پھر کابل تشریف لائے سرحد میں مولانا ولایت علی کی جماعت کے مجاہدین میں پرانی حکومت مؤقتہ کی یادگار موجود ہے — مولانا ولایت علی عظیم آبادی حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید کے خاص شاگردوں سے تھے۔ حضرت سید صاحب کے ساتھ ہجرت کی یہ کابل میں سفارت کا کام کرتے رہے۔ اس کے بعد مولانا محمد اسحاق رح دہلوی ماتحت ہند میں داعی بناکر بھیجے گئے حیدرآباد اور بنگال میں بھی کام کرتے رہے سید صاحب کی شہادت کے بعد ۱۲۴۸ھ میں انہوں نے اپنی مستقل جماعت قائم کرلی ۱۲۵۰ھ میں حجاز یمن اور نجد کا سفر کیا ۱۲۶۲ھ میں شرقی افغانستان میں تشریف لے گئے مولانا ولایت علی مرحوم سید صاحب کی شہادت تسلیم نہیں کرتے تھے ان کے انتظار میں بیٹھنے والی خاص جماعت پیدا کردی ان کے بھائی مولوی عنایت علی اس خیال کے مخالف تھے اس لئے جماعت میں منتظرین اور مجتہدین دونوں فریق ملتے ہیں اور ان مجاہدین کی امامت مولانا ولایت علی کے خاندان میں منحصر ہوگئی (واللہ الموفق ص۱۱)

ان کے وکیل مولانا محمد بشیر جو لاہور کی اہل حدیث جماعت کے معزز رکن تھے ہجرت کرکے جماعت مجاہدین میں رہتے تھے نوجوانوں کی ہجرت میں ان کا خاص کام تھا وہ بھی اپنی جماعت کے فرائض انجام دینے کے لئے کابل پہنچے ان لوگوں کے مشورے سے آپ نے کام کرنے والوں کی ایک جماعت بنائی جسے "جنود اللہ" کہا جاتا تھا اس میں اگر کچھ عسکریت تھی تو اسی درجے کی جو سالویشن آرمی میں موجود ہوتی ہے اس نظام سے آپ نوجوانوں کی باہمی رقابتوں کو دور کرسکے اور انہیں مغرور طالب علموں کے مکروہ نام سے نجات دلانے میں کامیاب ہوئے۔ سرحد میں حاجی ترنگ زئی کے آنے پر ایک افغان مجاہدین کی جماعت بھی پیدا ہوگئی حاجی ترنگ زئی چونکہ حضرت مولانا شیخ الہند رح کے دوستوں میں سے تھے ان کے ساتھیوں میں بہت سے لوگ دیوبند میں پڑھے ہوئے تھے اس لئے ان کے وکلاء جب کابل آئے تو وہ بھی جنود اللہ میں شامل ہوگئے۔

حکومت مؤقتہ ہند

ہندوستان مشن کو اپنے مطلب میں کامیابی نہ ہوئی۔ اعلیٰ حضرت اپنے ملک کو جنگ میں دھکیلنا پسند نہ کرتے تھے انگریزوں سے انہیں بہت کچھ مراعات کی توقع تھی۔ اس کے مقابل فریق ثانی کوئی تسلی بخش پروگرام نہ بناسکا۔ اور ممبروں کا اختلاف سونے پر سہاگے کا کام دے گیا آپ کا خیال تھا کہ مستقبل ہند کے متعلق آپ کے نظریات چونکہ مشن ممبروں سے پورے طور پر نہ ملتے تھے۔ اس لئے بھی آپ کو دربار میں جلد بڑھنے کا موقع مل گیا — حکومت نے مشن کے ممبروں کو آخری جواب دینے سے پہلے آپ کو ان سے ملنے کے لئے سامان بہم پہنچائے جس سے ان کے خواب کو ایک طرح مختلف تعبیرات سے پریشان کرنے کی کوشش کی گئی مشن کی جو گفتگو اعلیحضرت سے ہوئی وہ حرف بحرف برٹش قونصل کے ذریعے وائسرائے کو بھیج دی جاتی اس کے معاوضے میں انگریزوں نے کافی روپیہ اعلیٰ حضرت کے لئے بھیجا اور ان کی سالانہ گرانٹ میں بھی مستقل اضافہ ہو گیا۔ البتہ سردار نائب السلطنت کی صدارت میں جو باتیں ہوتیں وہ محفوظ رہتیں۔ اور ان سے افغان گورنمنٹ اپنی ترقی کے لئے راستہ سوچتی اس قسم کے کاموں سے ایک حکومت مؤقتہ ہند کا قیام تھا۔

روسی ہندوستانی مشن

راجہ مہندر پرتاپ اور مولانا برکت اللہ نے مل کر حکومت مؤقتہ ہند کی بنیاد ڈالی جس میں بعض جرمن اور ترک بھی شامل ہوئے اس حکومت نے ایک وفد روسی گورنمنٹ کے پاس بھیجنے کا فیصلہ کیا اور سردار نائب السلطنت نے اسے منظور کرلیا اس پروگرام پر کام کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی... ہندوستانی نہیں تھا وہ چاہتے تھے کہ ہندوستانی نوجوان ان کے ساتھ کام کریں لیکن یہ آپ کی تنظیم میں جکڑے ہوئے تھے لہٰذا آپ کے ساتھ براہ راست باتیں شروع ہوئیں آپ کی ابتدائی گفتگو میں ایک افغان افسر بھی موجود رہتا تھا آپ کے ساتھ مبادلۂ افکار سے وہ بہت سی باتیں سمجھنے لگا جو پہلے اس کی توجہ جذب نہیں کرسکتی تھیں آپ کے ساتھ مسلمان ہندوستانی نوجوانوں کے علاوہ دو سکھ بھی رہتے تھے۔ جو "غدر پارٹی" کے ممبر تھے اور بلا پاسپورٹ ہندوستان سے بھاگ کر افغانستان میں داخل ہوگئے تھے وہ بھی پہلے پولیس کی حفاظت میں تھے پھر آزاد ہوکر آپ کے ساتھ رہنے لگے تھے۔ راجہ صاحب کی تجویز تھی کہ ان میں سے ڈاکٹر متھراسنگھ کو اس روسی مشن پر بھیجا جائے مولانا برکت اللہ مرحوم کی تائید کے بعد دوسرے ممبر اس داخلی مسئلہ سے زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے تھے اس لئے وہ موافق ہوگئے۔ اب آپ کے سامنے یہ مسئلہ ایک فیصلہ شدہ صورت میں ظاہر کیا گیا لیکن اب ڈاکٹر متھراسنگھ کی عام سیاسی واقفیت سے آشنا ہوچکے تھے۔ آپ نے اس میں ترمیم پیش کردی کہ اس مشن پر ڈاکٹر متھراسنگھ کے ساتھ ایک مسلمان نوجوان بھی جانا چاہیے راجہ صاحب نے اسے پسند نہ کیا اور اس پر بحث شروع ہوگئی آپ کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے اشتراکِ عمل کا یہ مطلب نہیں کہ کام سوچنے والی جماعت میں ایک مغلوب حصہ مسلمانوں کا شامل رہے اور کام کرنے والی طاقت غیر مسلم ہو بلکہ عملی کاموں میں مسلمانوں کی صحیح شرکت ضروری ہے

اس بحث نے یہاں تک طول کھینچا کہ سردار نائب السلطنت کے سامنے معاملہ پیش ہوا ترک جرمن اور افغان بھی اس میں شریک ہوئے طرفین کی باتیں سنکر آپ کی رائے کے موافق فیصلہ ہوا آپ کی اور راجہ صاحب کی تلخ گفتگو کا یہ آخری موقعہ تھا اس کے بعد کبھی اس قسم کی گفتگو کی ضرورت پیش نہ آئی۔

روسی ہندوستانی مشن کا مسلمان ممبر

آپ نے نوجوانوں کے ریکس سے اس کام کے لئے ایک ممبر طلب کیا اس نے اپنی جماعت کے پورے مشورے کے بعد ڈاکٹر خوشی محمد کا انتخاب کیا

چنانچہ جب یہ وفد روس سے ناکام واپس لوٹا تو ڈاکٹر متھراسنگھ نے کوئی خاص رپورٹ نہ دی لیکن ڈاکٹر خوشی محمد نے مکمل تحریری رپورٹ دی جس سے حضرت مولانا سندھی رح کی دانشمندی پوری طرح ظاہر ہوئی جنھوں نے مسلمان ڈاکٹر کو وفد میں شامل کرکے بھیجا تھا۔

حضرت مولانا سندھی رح کی حکمتِ عملی

آپ نے جب اخبارات میں پڑھا کہ جنگ عظیم کے بعد ترکی سلطنت کے حصے بخرے کئے جانے لگے ہیں تو انہوں نے اس کے خلاف اعلیحضرت امیر امان اللہ خاں سے متحدہ حکومتوں کی طرف سرکاری

خطوط لکھوائے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ترکی سلطنت کی تقسیم نہ کی گئی اس کام کے لئے لارڈ کیچنر روانہ کئے گئے تھے جن کا جہاز سمندر ہی میں ایک خاص چال سے حضرت سندھیؒ نے غرق کرادیا بہرحال مولانا سندھیؒ آخر وقت تک انگریز کی ہر چال کا تسلی بخش جواب دیتے رہے۔

آئندہ صفحات پر ان کی انقلابی تفسیر قارئین کرام کی رہنمائی کے لئے انشاء اللہ العزیز شائع ہوتی رہا کرے گی۔ اس تفسیر کو حضرت سندھی رح نے مدرسہ قاسم العلوم لاہور اور گوٹھ پیر جھنڈا کے مدرسہ دارالارشاد میں مختلف صحبتوں میں تحریر کرایا۔ اللہ تعالےٰ ہفتہ وار خدام الدین کے قارئین کو اس سے مستفید ہونے کی سعادت نصیب فرمائے۔ اور ساتھ ہی عملی سپرٹ عطا فرمائے۔ آمین۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعل اخرتنا خیر من الاولی وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

بقیہ:- اہل فضل وکمال اہل علم ونوال صلا سے آگے

اس نے اللہ کو خوش کیا۔ اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی مصیبت زدہ پریشان حال کی فریاد رسی کی اللہ تعالےٰ تہتر ۷۳ بخششیں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتے ہیں ان میں سے ایک بخشش کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کا سارا کام درست ہوجاتا ہے اور بہتر ۷۲ بخششیں قیامت کے روز ملیں گی

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق خدا کی مثال اللہ تعالےٰ کے کنبے جیسی ہے۔ اس لئے اللہ کو مخلوق میں وہی شخص زیادہ پیارا لگتا ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرے

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے سلسلہ میں بیان کرتے ہوئے بڑی اہمیت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ

سنو! متوجہ ہوجاؤ!

میں تم لوگوں کو وہ چیز بتلاتا ہوں جس کا درجہ نماز سے زیادہ بڑا جس کا درجہ روزہ سے زیادہ بہتر ہے۔

سنو وہ چیز یہ ہے کہ جب کبھی دو مسلمانوں میں نااتفاقی اور ناچاکی ہوجایا کرے تو تم لوگ ان کے درمیان صلح کروا دیا کرو۔ تمہارا یہ عمل اللہ کے نزدیک تمہاری نماز اور روزہ سے بہتر شمار ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہادر وہ نہیں جو کشتی میں اپنے مقابل کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غضب اور غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر ضبط کرسکے۔

اور حضرت لاہوری (طیب اللہ تعالیٰ مضجعہٗ ونور اللہ مرقدہٗ) بارہا فرمایا کرتے تھے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی اَحسِن اِلیٰ من اَساء

برائی کا بدلہ برائی سے دے لینا آسان ہے اگر تو مرد ہے تو برائی کرنے والے کے ساتھ بھی بھلائی کر

نیز فرمایا کرتے تھے۔

انسان کے دل میں اگر خوف خدا ہے تو یہ فرشتوں سے افضل ہے اور خوف خدا نہیں تو اس سے بڑھ کر ظالم اور ناشکر گزار اور نالائق کوئی نہیں

اور حدیث میں ہے

رَأْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہِ

عقل و دانش کا خلاصہ اور لباب اللہ کا خوف ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اہلِ فضل و کمال اہلِ حلم و نوال

قاری عبدالمجید مدرس مدرسہ امداد العلوم جامع مسجد اومنی بس سروس لاہور

حامدًا و مصلیًا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(آل عمران رکوع ۱۴)

ترجمہ! جلدی کرو طرف بخشش رب اپنے کی اور بہشت کی طرف کہ چوڑاؤ اس کا زمین اور آسمان کے چوڑاؤ کی طرح ہے تیار کی گئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے جو لوگ کہ خرچ کرتے ہیں بیچ خوشی اور سختی کے اور بند کرنے والے ہیں غصّے کو اور معاف کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حدیث مبارک

اللہ تعالیٰ میدان محشر میں تمام مخلوق کو ایک جگہ جمع کریں گے تو ایک منادی سے اعلان کروائیں گے کہ آؤ کہاں ہیں بزرگی اور عظمت والے لوگ۔ تو اس اعلان کو سنکر کچھ لوگ اٹھیں گے اور تیزی سے جنت کی طرف چل پڑیں گے تو راستے میں فرشتوں سے ملاقات ہوگی وہ ان سے پوچھیں گے کہ اے لوگو! آخر بات کیا ہے کہ آپ لوگ تیزی سے جنت کی طرف جا رہے ہیں آپ میں کیا خصوصیت ہے اس پر وہ لوگ جواب دیں گے کہ ہم لوگ چونکہ اہل فضل ہیں، اس لئے جنت میں بھیجے جا رہے ہیں۔ اس پر وہ فرشتے سوال کریں گے کہ اہل فضل ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اس پر وہ جنتی لوگ جواب دیں گے کہ دنیا میں جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا ستایا جاتا تھا برُا برتاؤ کیا جاتا تھا تو ہم لوگ اس کو سہہ لیا کرتے تھے اسی بنا پر آج ہم لوگوں کو جلد ہی جنت میں داخل ہونے کا اعلان سنایا گیا ہے واقعی ایسے عمل کرنے والوں کو اجر بڑا ہی اچھا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ آپؐ نے یہ فرمایا کہ قیامت کے روز جب لوگ حساب و کتاب کے لئے اکٹھے ہوں گے تو پہلے کچھ لوگ ایسے آئیں گے کہ جن کی گردنوں پر تلواریں ہوں گی اور خون کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے اور جنت کے دروازے پر ان کا ہجوم ہو رہا ہوگا تو دوسرے لوگ یہ شان دیکھ کر دریافت کریں گے کہ یہ لوگ کون ہیں تو ان کو تبلایا جائے گا کہ یہ لوگ شہید ہیں جو زندہ تھے ان کو رزق دیا جاتا تھا۔

اس کے بعد اعلان ہوگا کہ خداوند تعالیٰ پر جن لوگوں کا اجر اور ثواب آتا ہے وہ لوگ اپنا اپنا اجر حاصل کرنے کے لئے جنت میں داخل ہوتے جائیں اس پر ایسے بہت سے لوگ اٹھ بیٹھیں گے جو لوگوں کا قصور معاف کر دیا کرتے تھے اور جو لوگ ان کے حقوق مار لیا کرتے تھے یہ ان کو معاف کر دیا کرتے تھے پھر اور بھی اسی طرح اعلان کے اعلان ہونگے اور اسی قسم کے ہزاروں لوگ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ آج دنیا میں جو انسان کسی مسلمان کی کوئی مصیبت یا پریشانی دور کرائے گا خداوند تعالیٰ کل قیامت کے دن اس کی مصیبت اور پریشانی دور فرمائے گا۔ اور جو آج دنیا میں کسی تنگ دست اور تنگ حال سے اس کی تنگدستی اور تنگ حالی دور فرمائے گا اور جو انسان اس دنیا میں کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب پر دنیا اور آخرت میں پردہ ڈالے گا

اور انسان جب تک کسی اپنے مسلمان بھائی کو سہارا دینے میں لگا رہتا ہے خداوند تعالیٰ اس کو سہارا دینے میں لگے رہتے ہیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان بھائی کے لئے اس کی ضرورت میں چلنا دس سال اعتکاف کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔

اور تمہیں معلوم ہے کہ رضاءِ الٰہی کی نیت سے ایک دن کے اعتکاف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے تین خندقوں جتنا دور فرما دیتے ہیں۔ اور ہر خندق کی لمبائی اتنی ہوتی ہے جتنی آسمان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری مسجد میں دو مہینہ اعتکاف کرنے سے کسی مسلمان بھائی کی کسی ضرورت میں چلنا زیادہ بہتر ہے اور اگر کوئی شخص کسی اپنے بھائی کے لئے اس کی ضرورت کے لئے نکلا اور اس کو پورا کر کے چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ۷۰ ہزار فرشتوں کو مقرر فرما دیتے ہیں کہ وہ اس شخص کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں۔

اور اس سلسلہ میں جتنے بھی قدم اٹھتے ہیں ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔

اور آپؐ نے فرمایا کہ جو انسان اپنے کسی بھائی کے لئے اس کے کام میں جاتا ہے تو اس کو اپنے گھر سے جانے اور آنے میں ہر قدم پر ستر ۷۰ نیکیاں ملتی ہیں اور ستر ۷۰ گناہ معاف ہوتے ہیں

پھر اگر اس نے اس کام کو پار لگا دیا تو گناہ سے اس طرح پاک کر دیا جاتا ہے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک ہوا کرتا ہے۔ اور اگر اسی دوران میں موت آجائے تو بے حساب جنت میں جائے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے گھرانوں میں سے کسی گھرانے میں خوشی داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کر کے ہی خوش ہوگا۔

اور جو شخص کسی مظلوم کا حق دلائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پلصراط پر اس کے پاؤں کو پھسلنے نہیں دے گا اور پار لگا دے گا۔

اور جس نے کسی مسلمان کا کام اس لئے کر دیا تاکہ وہ خوش ہو جائے تو اس نے مجھ کو خوش کیا اور جس نے مجھ کو خوش کیا

بقیہ صفحہ ۱۲

درود شریف کے فضائل

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ — لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ہ پ۲۲ الاحزاب ع۵۶

ترجمہ! بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں — اے ایمان والو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

صلوٰۃ النبی کا مطلب ہے نبی کی ثناء و تعظیم رحمت وعطوفت کے ساتھ پھر جس کی طرف صلوٰۃ منسوب ہوگی۔ اس کی شان و مرتبہ کے لائق ثناء و تعظیم اور رحمت و عطوفت مراد لیں گے۔ جیسے کہتے ہیں۔ کہ باپ بیٹے پر بیٹا باپ پر اور بھائی بھائی پر مہربان ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہاں سمجھ لو۔ اللہ بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتا ہے یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ کی ثناء اور اعزاز و اکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں۔ مگر ہر ایک کی صلوٰۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبہ کے موافق ہوگی۔ آگے مومنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلوٰۃ و رحمت بھیجو اس کی حیثیت ان دونوں سے علیحدہ ہونی چاہیئے۔ علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صلوٰۃ و رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار کرنا اور مومنین کی صلوٰۃ دعا کرنا۔ حدیث میں ہے۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اسلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا یعنی نماز کے تشہد میں جو پڑھا جاتا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرمادیجئے۔ جو نماز میں پڑھا کریں۔ آپ نے یہ درود شریف تلقین کیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ

غرض یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ تم بھی نبی پر صلوٰۃ (رحمت) بھیجو۔ نبی نے بتلایا کہ تمہارا بھیجنا یہی ہے کہ اللہ سے درخواست کرو کہ وہ اپنی بیش از بیش رحمتیں ابد الآباد تک نبی پر نازل فرماتا رہے کیونکہ اس کی رحمتوں کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ اس درخواست پر جو مزید رحمتیں نازل فرمائے وہ ہم عاجز و ناچیز بندوں کی طرف منسوب کر دی جائیں۔ گویا ہم نے بھیجی ہیں۔ حالانکہ ہر حال میں رحمت بھیجنے والا وہی اکیلا ہے کسی بندہ کی کیا طاقت ہے کہ سید الانبیا کی بارگاہ میں ان کے مرتبہ کے لائق تحفہ پیش کر سکے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور ان کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے ان پر ان کے لائق رحمت اترتی ہے۔ اور ایک دفعہ مانگنے سے دس رحمتیں اترتی ہیں۔ اب جس کا جتنا جی چاہے اتنا حاصل کر لے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی اللہ تعالےٰ نے نماز قائم کرنے کا۔ زکوٰۃ ادا کرنے کا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے وہاں حق تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اور میرے فرشتے بھی نماز پڑھتے ہیں تم بھی نماز پڑھا کرو۔ میں بھی زکوٰۃ دیتا ہوں تم بھی زکوٰۃ دیا کرو یا میں بھی روزہ رکھتا ہوں تم بھی روزہ رکھا کرو۔ لیکن درود شریف کی نسبت اپنی اور اپنے ملائکہ کی طرف فرمادی اور حکم دیا کہ میں اور میرے فرشتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔ اس سے زیادہ درود شریف کی فضیلت کا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے صلوٰۃ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ فرشتوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور بزرگی بیان کرتا ہے۔ فرشتوں کی صلوٰۃ یہ ہے کہ وہ آپ کے لئے اللہ تعالےٰ کی جناب میں بزرگی اور عظمت کی دعا مانگتے ہیں اور مومنین کے درود شریف کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کے لئے برکت اور زیادت طلب کرتے ہیں۔ اس آیت کے مطابق ساری عمر میں ایک بار آپ پر درود پڑھنا فرض ہے لیکن آیت میں درود شریف پڑھنے کے اوقات اور تعداد معین نہیں فرمائی شفاء میں قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اس آیت میں وقت اور تعداد کی تعیین اس لئے نہیں کی گئی کہ مسلمان بکثرت آپ پر درود بھیجتا رہے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ رہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رتبہ بتلاتا ہے جو اس کے نزدیک اور ملاء اعلےٰ میں ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی ثناء وصفت ملاء اعلےٰ میں بیان کرتا ہے اور آپ پر رحمت بھیجتا ہے اور ملائکہ بھی آپ کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں جب اللہ تعالےٰ اور ملائکہ آپ کی تعظیم کرتے ہیں تو مومنوں کے لئے بھی لازم ہے کہ آپ پر کثرت سے درود و سلام بھیجتے رہیں

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایسے موقع پر ہوئی جب انسان کا تمدنی نشو و ارتقاء ایک خاص مقام پر پہنچ کر رُک گیا تھا۔ افراد و اقوام کی زندگی میں ایسا وقت آگیا کہ ان کے لئے کوئی راہ عمل باقی نہ رہی ساری دنیا ایک ناقابل بیان ابتلاء میں گرفتار تھی۔ زندگی کے ہر ادارے میں ایک فتنہ برپا تھا۔ عقل سر بزانو تھی کہ اس مصیبت سے کیوں کر نجات ملے نہ ماضی ہی سے کوئی پیام تسکین ملتا تھا اور نہ مستقبل میں کوئی امید کی صورت نظر آتی تھی ساری دنیا جہالت میں الجھی ہوئی تھی۔ خداوند عالم کی بے بس مخلوق ارباب اقتدار کی حرص و آز پر بھینٹ چڑھ چکی تھی

نہ کوئی قانون کی گرفت نہ فرائض کی ذمہ داری۔ انسان کی یہ انتہائی پستی اور اس کی زندگی کے یہ وہ عاجزانہ لمحات تھے جن میں اللہ تعالےٰ نے اپنے آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے اہل جہاں کے سامنے رشد و ہدایت کی سچی راہ پیش کی۔ انسان کو صحیح حقیقت سے آشنا کر دیا اور دنیا کے مردہ جسم میں از سرنو زندگی کی لہر دوڑ گئی اور لوگ جہالت وضلالت کے گڑھے سے نکل کر ہدایت کے راستے پر گامزن ہو گئے اور تمام وسائل جو انسان کی جہالت سے خدا اور اس کے بندوں میں حائل ہو گئے تھے حرف غلط کی طرح مٹ گئے۔ کس قدر بلند ہے وہ شخصیت اور کس قدر مقدس ہے وہ ذات جس سے زندگی کا آخری نظام تکمیل کو پہنچا اور دنیا شاد مقصود سے ہمکنار ہو گئی۔ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے محسن اعظم نہ تھے۔

اللہ تعالےٰ کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حق والدین کا ہے کیونکہ وہ انسان کو عالم عدم سے عالم وجود میں لانے کا ذریعہ ہیں۔ اور اس حیات فانی کا باعث ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات جاودانی کا باعث ہیں آپ نے ہمیں رشد وہدایت کا رستہ دکھایا اور ہر شعبۂ حیات میں ہماری رہنمائی کی۔ اس لئے ماں کے احسان سے آپ کا احسان بدرجہا زیادہ ہے۔ ہر امتی کے لئے لازم ہے کہ آپ کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ مگر ادائے شکر کی انسان کو کوئی صورت معلوم نہ تھی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے خود ہی بتا دی کہ آپ پر درود وسلام کثرت سے بھیجا کرو۔ درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت بڑی دعا ہے جو امت کو محبت وعقیدت اور آپ کے بڑے احسانات کا شکر گزاری کے لئے سکھائی گئی ہے۔ آپ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے اس لئے ہم اپنی عاجزی اور بے بسی کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پر ایسی خاص الخاص رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے جو آپ کی شان عظیم کے لائق اور مناسب ہوں۔ درود پڑھنے سے ہم اپنی محبت اور دلی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ آپ کی ذات بندہ اور مولا کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

درود شریف کے فضائل کے بارے میں احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

صحیح احادیث میں درود وسلام کے بہت سے فضائل مذکور ہیں ان میں چند ایک ذیل میں نقل کی جاتی ہیں تاکہ درود شریف کی فضیلت کا اندازہ معلوم ہو جائے۔

۱۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی درود بھیجے گا مجھ پر ایک بار رحمت بھیجے گا اس پر اللہ تعالےٰ دس بار۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔

۲۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی مجھ پر درود بھیجے گا ایک بار اللہ تعالےٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا اور بخشے جائیں گے اس کے دس گناہ اور بلند کئے جائیں گے اس کے دس درجے روایت کیا اس کو نسائی نے۔

۳۔ ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ ہونگے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

۴۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعا نے کہ اللہ تعالےٰ کے فرشتے پھرتے رہتے ہیں زمین میں اور پہنچاتے رہتے ہیں مجھ کو سلام میری امت کی طرف سے روایت کیا اس کو نسائی اور دارمی نے۔

۵۔ ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا پس نہ بھیجا اس نے درود مجھ پر اور خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی کہ آیا جس پر رمضان پھر گزر گیا پہلے اس کے کہ بخشش کی جائے واسطے اس کے یعنی عبادت اور حق اس کے ادا نہ کئے کہ اس کی بخشش کے باعث ہو جاتے اور خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی کہ پایا اس نے ماں باپ کو بڑھاپے میں یا ایک کو ان میں سے پس نہ داخل کیا انہوں نے اس کو بہشت میں یعنی ماں باپ کے ساتھ نیکی کر کے ان کی رضا حاصل نہ کی تاکہ جنت میں جانے کا سبب بنتی۔

(۶) ابوطلحہ رضؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپ کے چہرۂ انور پر خوشی کے آثار نمایاں تھے پھر آپ نے فرمایا کہ تحقیق آیا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام اور کہا کہ آپ کا پروردگار فرماتا ہے کہ کیا راضی نہیں کرتا تجھ کو اے محمدؐ! یہ کہ نہ بھیجے تجھ پر کوئی تیری امت میں سے مگر کہ میں رحمت بھیجوں اس پر دس بار اور نہ سلام بھیجے تجھ پر کوئی تیری امت میں سے مگر یہ کہ میں سلام بھیجوں اس پر دس بار۔

(۷) حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ پر صلوٰۃ کی کثرت کیا کرتا ہوں تو کس قدر صلوٰۃ پر اپنا معمول رکھوں۔ آپ نے فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے میں نے کہا کہ ایک ربع؟ یعنی تین ربع اور وظائف کے لئے۔ فرمایا جس قدر تمہارا دل چاہے اور اگر بڑھا دو تو تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف؟ فرمایا جس قدر چاہو۔ اور اگر اور زیادہ کرو تو اور بہتر ہے میں نے کہا تو پھر سب درود ہی درود ہی رکھوں گا آپ نے فرمایا تو اب تمہارے سب فکروں کو بھی کفایت ہو جائے گی اور تمہارے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔

سب سے افضل درود شریف کون سا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے اکثر کا فیصلہ یہ ہے کہ سب سے افضل درود شریف وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اس لئے کہ نماز ایک افضل ترین عبادت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے جو درود شریف پسند فرمایا اور اپنی زبان مبارک سے نماز میں داخل فرمایا وہی سب سے بہتر ہونا چاہیئے اور یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے۔

امام سبکیؒ فرماتے ہیں جو شخص نماز والا درود شریف پڑھے گا اس نے یقیناً وہ درود شریف پڑھا جس کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے اور تمام فضائل درود شریف کے اس کو حاصل ہوں گے۔

درود شریف کی غرض وغایت اور اس کے فائدے

درود شریف کے الفاظ میں غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کلمۂ طیبہ، سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر وغیرہ ذکر اذکار میں حق تعالےٰ کی صفت ثنا اور تعریف بیان

کی جاتی ہے اسی طرح درود شریف کے الفاظ میں اللہ تعالےٰ کی جناب میں دعا کی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بلند ہو آپ کو زیادہ سے زیادہ قرب الٰہی نصیب ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ درود شریف میں جو کچھ اللہ سے ہم آپ کے لئے مانگتے ہیں اس سے بدرجہا زیادہ نعمتیں آپ کو مل چکی ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے بے حساب برکتیں آپ کو عطا کی ہوئی ہیں۔

درود شریف پڑھنے والے کو یہ خیال ہرگز نہیں کرنا چاہیئے کہ میں درود شریف پڑھنے سے آپ کو کوئی فائدہ پہنچا رہا ہوں کیونکہ حضور سرور کائنات کی شان کے لائق تو وہی درود ہے جو ہر وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہنچ رہا ہے بھلا ہم کیا چیز ہیں کہ ہماری زبان سے حضور کو کوئی فائدہ پہنچ سکے؟ ہماری زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اگر اللہ تعالےٰ قبول فرمالیں تو یہ ہماری انتہائی خوش قسمتی اور اللہ کا فضل عظیم اور اس کا لطف وکرم ہے اگر کوئی ہزار دفعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے تو یہ نہ سمجھے کہ میں نے حضور کا کچھ حق ادا کیا ہے۔ رسول اللہ ؐ کا حق اتنا بلند ہے کہ اگر تمام امت جمع ہو کر بھی ادا کرنا چاہے تو کچھ بھی ادا نہیں ہوسکتا۔ جو درود شریف ہم پڑھتے ہیں اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے ہمیں پڑھنے کی توفیق دی شاید اس وسیلہ سے اللہ تعالےٰ کی رحمت کا کچھ حصہ ہمارے نصیب میں بھی ہو جائے۔ دراصل درود شریف کا فائدہ پڑھنے والے کو پہنچتا ہے کیونکہ درود کے ذریعے عقیدت خالص نیت اور محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

درود شریف کے فائدے بے شمار ہیں دنیا اور آخرت کی تمام برکات اور بھلائیاں درود شریف سے ملتی ہیں۔ اور سب سے بڑی بزرگی تو یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے والا حق تعالےٰ اور اس کے فرشتوں کے کام میں شامل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اس پر درود وسلام بھیجو۔

جو شخص ایک بار آپ پر درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے ــ اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اس کے درجے بلند کرتا ہے

درود اور سلام تمام برکتوں اور بھلائیوں کا خزانہ ہے نورانیت اور خوش نصیبی کا دروازہ ہے۔ جو لوگ روحانی صفائی اور دل کی کشائش کے طلبگار ہیں انہیں درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔ ممکن ہے درود کی برکت سے عادات اور اخلاق ٹھیک ہو جائیں اور حق تعالےٰ کی جناب میں قرب وقبول حاصل ہو جائے۔

ایک اللہ والے کا ارشاد ہے کہ فرائض کے بعد درود شریف سے افضل کوئی وظیفہ نہیں ہے اور جب آپ سے تعداد کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا گنتی مقرر نہیں ہے اتنا پڑھو کہ زبان تروتازہ رہے اور اس کے رنگ میں رنگے جاؤ۔

لکھنؤ کے ایک خوش نویس نے ایک بیاض رکھی ہوئی اس کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت وہ کتابت شروع کرتا تو پہلے ایک بار درود شریف اس بیاض میں لکھ لیتا تھا۔ جب اس کا آخری وقت آیا تو غلبۂ فکر آخرت سے خوفزدہ ہوکر کہنے لگا۔ کہ دیکھیئے وہاں جاکر کیا بنتا ہے ایک مجذوب وہاں آنکلے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے۔ تیری وہ بیاض اللہ کے حضور میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں

اسی طرح ایک اور کاتب مرگیا کسی نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے جواب دیا مجھے بخش دیا جب اس سے پوچھا گیا کہ کس بنا پر بخشش ہوئی تو اس نے جواب دیا کہ میری عادت تھی کہ جب آنحضرت علیہ السلام کا نام کتاب میں لکھتا تھا تو آپ کے نام کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم بھی بڑھا دیتا تھا تو خدا تعالےٰ نے مجھ کو اس کے بدلے وہ کچھ دیا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی دل پر گزرا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ

تعارف

مشتاق حسین بخاری

”مردِ مومن“

سوانحیات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

مؤلفہ:۔ خان عبد الحمید خاں صاحب

صفحات:۔ ۲۶۸ علاوہ دس تصاویر

طابع وناشر:۔ محمد جاوید خان

مطبوعہ:۔ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور

قیمت:۔ ساڑھے چار روپے ۔/۴/۸

آج کی فرصت میں ہم اس مبارک کتاب کا تعارف قارئین کرام سے کروا رہے ہیں جس کا شدت سے انتظار تھا۔ تمام مسلمان عموماً اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے طالبین خصوصاً حضرتؒ کی سوانحعمری کو حرزِ جان بنالنے کے متمنی تھے خان عبد الحمید خان صاحب حضرتؒ سے تعلق خاطر کی بدولت عقیدتمندوں کے اس اضطراب سے واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے شبانہ روز کاوشوں اور زرکثیر صرف کرکے اس کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور اب یہ کتاب تمام ظاہری اور معنوی خوبیوں کے ساتھ ہمارے مکتبہ میں قارئین کرام کی منتظر ہے

اس کتاب پر ریویو لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب

دراصل حضرتؒ کی ذات گرامی اور ان کی سرتاپا مجاہدانہ اور عارفانہ زندگی ہی اس نہج پر گزری تھی کہ اس پر یہ مصرعہ چارچول چوکس بیٹھتا ہے ؎

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اسے جہاں سے دیکھو اور جس پہلو سے دیکھو اس میں خوبیاں ہی خوبیاں نظر آئیں گی۔

علاوہ ازیں مؤلف نے بھی غایت درجہ خلوص سے حقیقت نگاری کی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے حضرت سے اپنے تعلق کا حق ادا کردیا ہے

یہ گرانقدر کتاب متعدد ابواب پر مشتمل ہے اور حضرتؒ کی حیات طیبہ کے تمام گوشوں پر محیط ہے۔ کتابت وطباعت اعلےٰ درجہ کی ہے۔ سرورق آرٹ پیپر اور نہایت دیدہ زیب ہے۔ کتاب اس امر کی مستحق ہے کہ یہ ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہو۔

ہم مؤلف موصوف کے حق میں تہ دل سے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم کار خیر کی جزا دے۔ یہ کاوش ان کے مال میں خیروبرکت کا سبب بنے اور نجات اخروی کا ذریعہ ہو ــ کتاب فیروز سنز کی شاخ سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

بقیہ: خطبہ جمعہ ص ۶ سے آگے

نماز اس کا جزو ہے جو خطبہ و جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور یہ روزہ و زکوٰۃ کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے جیسا کہ قرآن عزیز میں ارشاد ہے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ۔

ترجمہ! پھر جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا اسے سر میں تکلیف ہو تو روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے فدیہ ادا کرے۔

پس یہ اسلام کی عبادات سہ گانہ کی ایک جامع تصویر ہے اور اسی لئے اسے سب سے آخر میں فرض کیا گیا۔

دوسری مصلحت اس کے سب سے آخر فرض ہونے میں یہ ہے کہ ابتداً مکہ پر کافروں اور مشرکوں کا قبضہ تھا۔ اور مسلمان آزادی سے حج نہ کر سکتے تھے۔ لیکن جب مکہ فتح ہوگیا اور حق اپنے مرکز پر آگیا اور باطل نے اس کے سامنے ٹھوکر کھائی اور اسے شکست فاش ہوئی تو اب میدان بالکل صاف تھا اور راستے میں ایک تنکا بھی سنگِ راہ نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے دنیا کے تمام مسلمانوں کو اپنے مرکز سے وابستہ رکھنے اور ان میں حیات اجتماعی قائم رکھنے کے لئے اعلان ہوگیا۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ۰

جو لوگ مالی اور جسمانی حالت کے لحاظ سے حج کی استطاعت رکھتے ہیں ان پر اب حج فرض کر دیا گیا۔

روزہ اور حج

روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ انسان کو غیبت، بہتان، فسق و فجور، مخاصمت، منازعت، اور نفس پرستی سے روکتا ہے۔ اور اس کے اندر تقویٰ کا نور روشن کرتا ہے، حج میں یہ حکم دے دیا گیا کہ

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ

سو جو کوئی ان مہینوں میں حج کا قصد کرے تو مباشرت کرنا جائز نہیں اور نہ گناہ کرنا اور نہ حج میں لڑائی جھگڑا کرنا اور تم جو نیکی کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے اور زادِ راہ لے لیا کرو اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ مقصد صاف ظاہر ہے کہ حج کے مہینوں میں جب حج کا عزم کر لیا تو انسان کو ہر قسم کی نفس پرستی بدکاری اور جھگڑے تکرار سے اجتناب کرنا لازمی ہوگا۔

زکوٰۃ اور حج

جہاں تک زکوٰۃ کا تعلق ہے اگر غور کیا جائے تو زکوٰۃ بھی حج کا ایک اہم مقصد ہے

ارشادِ ربانی ہے۔

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ

قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ مقصد صاف ہے کہ خلوص، قربانی و ایثار اور جانبازی کے جذبات سے متصف ہو کر اللہ کی بارگاہ میں آؤ اور اپنے مال میں سے غریبوں اور مسکینوں کا حصہ بھی نکالو۔ اپنے غریب مسلمان بھائیوں کی نگہداشت اور ان کی اعانت بھی آپ کا مقدس فریضہ ہے۔

غرض

اسلام کے تمام ارکان آپس میں گہرا ربط رکھتے ہیں اور ان کی فرضیت میں تقدیم و تاخیر خاص مصالح اور اسرار و علل پر مبنی ہے

عبادت کا حاصل

برادرانِ اسلام!

درحقیقت عبادات اسلامی کا حاصل یا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے پاس جو کچھ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حوالے کر دے۔ اس کی تمام خواہشیں اس کے تمام جذبات اس کی تمام محبوبات۔ غرضیکہ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے انگوٹھوں تک جو کچھ اس کے اندر ہے مالکِ حقیقی کے سپرد کر دے اور وہ اپنے قوائے جسمانی و دماغی کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ کے آگے جھک جائے اس طرح ایک مرتبہ ہر طرف سے منقطع ہو کر اور اپنے تمام رشتوں کو توڑ کر حق تعالیٰ سبحانہ کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوطی کے ساتھ جوڑ لے اور اپنی گردن اس طرح مالکِ حقیقی کے آگے رکھ دے کہ پھر کبھی نہ اٹھے

اللہ تعالیٰ جل شانہ ہم سب کو احکام اسلامی پر مکمل طریق سے عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنا کامل مطیع منقاد بننے کی سعادت سے بہرہ ور کرے آمین یا الہ العالمین۔

کم خرچ ــــ ۸ ــــ بالانشین

ہفت روزہ خدام الدین کا

شیخ التفسیر نمبر

۱۹۶۳ء

کی کچھ کاپیاں موجود ہیں۔ نئے خریداران حضرات چھ آنے بذریعہ ٹکٹ ڈاک بھیج کر طلب فرمائیں

مینیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۴۲۸۱

کشمیری فرن

شالیں اور دُھسّے

لاتعداد

میں

(پتہ)

شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز انارکلی لاہور

فتنۂ انکار حدیث کی جوابدہی اور بیخ کنی کا

نادر موقع

عہد حاضر کے عظیم فتنۂ انکار حدیث کی کماحقہٗ جوابدہی اور بیخکنی کے لئے طلباءِ علوم عربیہ کے ذہنوں میں تصحیح عقائد و تزکیۂ اخلاق کی تربیت کے ساتھ ساتھ حدیث کی شایان شان اہمیت اور دین میں حدیث کے حقیقی مرتبہ و مقام راسخ کرانے کے لئے جامعہ مدنیہ لاہور نے اکابر علماء و ماہرین تعلیم و تدریس، مدارس عربیہ کی نگرانی میں دیگر درجات کی تعلیم کے علاوہ دورۂ حدیث شریف کی تعلیم کا اس سال خصوصی انتظام کیا ہے۔ ذہین اور ذی استعداد طلباء کو چاہیئے کہ وہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھائیں

داخلہ حسب شرائط وفاق المدارس محدود تعداد میں کیا جائے گا۔ دوران تعلیم ضروریات خورد و نوش کا کفیل جامعہ ہوگا۔ تمام شائقین علوم اسلامیہ کو چاہیئے کہ وہ داخلہ کے لئے ۵ شوال ۸۳ھ سے ۱۵ شوال ۱۳۸۳ھ تک حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ناظم جامعہ مدنیہ سے رجوع کریں۔ (خط و کتابت کا پتہ)

دفتر جامعہ مدنیہ مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور

موت العالِم موتُ العالَم

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ... دھرم کوٹی خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ وصال فرما گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے ــ قارئین کرام ان کے حق میں ایصال ثواب فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

احمد الدین مدرس چک ۳۶ ایم بی تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا

ماہ رمضان المبارک

ہم بڑی خوشی سے اس سال بھی اپنے ہاں کے طبع کردہ تمام قرآن ہائے [illegible] ماہ رمضان المبارک کی خاطر [illegible] رعایت سے [illegible] رعایت کیم جنوری ۶۴ء سے لیکر ۲۹ فروری ۶۴ء تک جاری رہے گی آج ہی ایک کارڈ بھیج کر کتاب [illegible] منگوائیے اس کتاب میں [illegible] کے معنی اور تشریح [illegible] کیساتھ شائع کی گئی ہے اور اس بابرکت کتاب سے آج کمپنی کی تمام مطبوعات مع رعایت رمضان المبارک شائع کر دی ہیں۔

تاج کمپنی لمیٹڈ۔ پوسٹ بکس ۵۳۰۔ کراچی

انتقال پُر ملال

محترم جناب اویس احمد صاحب شبلی ناظم تنظیم اہلسنت لاہور کی والدہ ماجدہ عرصہ دراز تک بیمار رہنے کے بعد ۲۶ جنوری ۶۴ء کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین ــ قارئین کرام سے التماس ہے کہ مرحومہ کے لئے دعا فرمادیں۔ (ادارہ)

ماہنامہ تنظیم اہلسنت لاہور کا

شیخ التفسیر نمبر

رحمۃ اللہ علیہ

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ماہنامہ تنظیم اہلسنت لاہور قطب عالم شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا احمد علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی یاد میں ایک عظیم الشان نمبر شائع کر رہا ہے

● تنظیم اہل سنت کا شیخ التفسیرؒ نمبر مضامین کی ندرت اور واقعات و حالات کی صحت کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہوگا۔

● تنظیم اہلسنت کے اس نمبر میں حضرت شیخ التفسیرؒ قدس اللہ سرہٗ کی زندگی کے حالات کے علاوہ ملکی و ملی تحریکات کی ایک تاریخ ہوگا۔

● تنظیم اہل سنت کے اس نمبر میں حضرت شیخ التفسیرؒ کے شیوخ روحانی ان کے اساتذہ اور معاصرین کا بھی تذکرہ موجود ہوگا

● اس عظیم نمبر میں اکابر علماء کرام، مشائخ عظام اور نامور اہل قلم حصہ لے رہے ہیں۔

ان تمام خوبیوں کے باوجود اس نمبر کی قیمت بھی صرف پچھتر پیسے ہوگی۔ ایجنٹ حضرات اپنی مطلوبہ تعداد سے جلد آگاہ کریں۔

مشتہرین :- ماہنامہ تنظیم اہل سنت کا یہ نمبر ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو رہا ہے اس لئے مشتہرین کو چاہیئے کہ اپنے اشتہار کی جگہ جلد از جلد محفوظ کرالیں تاکہ مناسب جگہ پر شائع ہو سکے۔

سائز ۳۰×۲۰/۸ صفحات تقریباً ۶۰ سے زائد۔ خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ

ــ ناظم ــ

ماہنامہ تنظیم اہل سنت ــ لاہور

اندرون شیرانوالہ ــ دروازہ نمبر ۸

ہفت روزہ

خدام الدین کا آئندہ شمارہ قرآن نمبر ہوگا

ایجنٹ حضرات اپنی مطلوبہ تعداد سے ادارہ کو مطلع کریں۔ ۲۸ صفحات قیمت ۵۰

شہرہ آفاق کتابیں

حضرت مولانا محمد زکریا محدث مظاہر العلوم سہارنپور

اردو سے انگریزی ترجمہ

حکایات صحابہ انگریزی	قیمت	-/۵
فضائل تمام	قیمت	-/۳
کال ٹو مسلم	قیمت	۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ :- ملک برادر کارخانہ بازار لائلپور

تین خالص تحفے

(۱) سلاجیت - ۲ روپے تولہ

(۲) بادام روغن خالص

۵ تولہ بند شیشی -/۴/۳

(۳) شہد خالص

(ملنے کا پتہ)

احمد یونانی دواخانہ شیرانوالہ دروازہ لاہور نمبر ۸

بچوں کا صفحہ

سچائی اور راست بازی

بیگم اصغر حسین

قرآن مجید سے جس اخلاق کی بہت زیادہ اہمیت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے، اس میں سے ایک سچائی اور راست بازی بھی ہے۔ صداقت وسچائی کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ زبان سے غلط اور خلاف واقعہ بات نہ کہی جائے، سچ بولا جائے بلکہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے، اس میں دل کی سچائی اور عمل کی سچائی بھی شامل ہے، دل کی سچائی کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کا نفاق اور دغا فریب نہ ہو عمل کی سچائی یہ ہے کہ جو عقیدہ اور قول ہو، وہی عمل بھی ہو، اور ظاہر وباطن میں پوری یکسانیت ہو، جن بندوں کا یہ حال ہو وہ قرآن شریف کی اصطلاح میں صادق ہیں، سورۂ توبہ میں ارشاد ہے

ترجمہ!

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔"

اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو عہد کو پورا کرنے والے اور حق و صداقت کی راہ میں پڑنے والی تکلیفوں کو ثابت قدمی سے برداشت کرنے والے ہوں، عہد کا پورا کرنا بھی دراصل ایک سچائی کی دلیل ہے ـــ سورۂ احزاب اور سورۂ بنی اسرائیل میں کہا گیا ہے کہ عہد کو پورا کرو، یقیناً عہد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی، کلام پاک میں سخاوت کا ذکر بھی کیا گیا ہے، سخاوت کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچایا جائے، اسلام میں تقویٰ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ تقویٰ ہی کو سارے اعمال کی روح قرار دیا گیا ہے، اللہ تقوے والوں کو (یعنی ان کے اعمال کو قبول کرتا ہے، قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے کہ گویا ان دونوں سے مل کر زندگی بنتی ہے جو ہمارے پیدا کرنے والے کو مطلوب اور محبوب ہے اور جو ہم کو محبوب بندہ بنانے والی ہو

خدا کے کلام میں اور بھی ہماری زندگی کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا ذکر ہے مثلاً لین دین قرض ادھار میں نرمی کرنے کی فضیلت، غیبت کی سختی سے مذمت چغلی کھانے، طعنے دینے والوں کو اللہ اللہ تعالےٰ نے ذلیل بتایا ہے۔ مسلمانوں کے لئے آپس میں قطع تعلق کرنے اور دشمنی رکھنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے سود کھانے کو سختی سے روکا گیا ہے، صبر و استقلال کی تلقین کی گئی ہے، خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے صبر کیا اور معاف کیا۔ بے شک یہ ہمت کا کام ہے۔ اسی طرح ثابت قدم رہنے کے لئے فرمایا ہے کہ ثابت قدم رہو جیسے تم کو حکم دیا گیا ہے

آج کل دنیا میں انصاف کے جن اصولوں پر عمل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے وہ کئی سو سال پہلے حضرت عمر فاروق رضؓ اور خلیفہ ہارون الرشید کے ذریعہ عمل میں لائے جا چکے ہیں

زریں اصول

(۱) بہترین سخاوت، قدرت کے باوجود عفو و درگزر ہے

(۲) بہترین نیکی، پریشان حال کی مدد کرنا۔

(۳) بہترین توشہ، وہ ہے جو آخرت کے لئے تیار کیا گیا ہو۔

(۴) بدترین عمل، بندوں پر ظلم وزیادتی کرنا ہے

(۵) بہترین جہاد، نفس کا جہاد ہے ـــ

(۶) بہترین دوست، وہ ہے جو نیکی کی طرف دعوت دے۔

(۷) بہترین مال، وہ ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے

(۸) خدا سے ڈرنے والا کسی اور سے نہیں ڈرتا۔

(۹) قناعت کی زندگی بسر کرنے والا کبھی پریشان نہیں ہوتا۔

(۱۰) ناشکری کرنا، نعمت کو ضائع کر دیتا ہے

(۱۱) لایعنی گفتگو انسان کے عیب کو ظاہر کرتی ہے اور نئے دشمن پیدا کرتی ہے۔

(۱۲) علماء کی مجلس میں تواضع اور انکساری سے جانے والا مغفرت کا مستحق ہوتا ہے۔

(امام سیوطیؒ)

(۱۳) نرم گفتگو پتھر سے زیادہ سخت دل کو بھی نرم کر دیتی ہے، سخت کلامی سے ریشم.. جیسا نرم دل پتھر بن جاتا ہے۔

(امام غزالیؒ)

چھ کاموں میں جنت کی ضمانت

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم چھ چیزوں کی مجھے ضمانت دے دو۔ میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(۱) جب بات کرو تو سچ بولو

(۲) جب وعدہ کرو پورا کرو

(۳) جب تمہیں امانت سونپی جائے خیانت نہ کرو۔

(۴) ہمیشہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو

(۵) ہمیشہ اپنی نگاہ نیچی رکھو

(۶) اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء